هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

ایڈیٹر: شیخ محمد قاسم علی احمدی

شرح چندہ پیشگی
سالانہ - معاونین للعہ - عام چندہ ع۸/ - ششماہی ع۸/ - بیرون ہند ۷ شلنگ
سہ ماہی ۵
قیمت فی پرچہ ۱؍ - مینیجر رشید احمد خان

تاریخہائے اشاعت: ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۷ مئی ۱۹۳۹ء | نمبر ۱۷

دارالامان کا ہفتہ

(۱) ۴ مئی سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت خدا کے فضل سے قابل حمد ہے۔

(۲) سیدۃ النساء حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت بدستور سر درد اور پیچش سے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

(۳) ۳ مئی بروز جمعرات بعد مغرب چاند گرہن شروع ہوا۔ اور ۸ بجے تک سارا چاند گہنا گیا۔ اور اندھیری رات کا سماں ہو گیا۔ جو ایک گھنٹہ تک سخت تاریکی رہی۔ اس موقع پر مسجد اقصیٰ اور مسجد دارالرحمت اور مسجد نور میں دو دو رکعت نماز خسوف جس کی ہر رکعت میں دو دو رکوع کئے جاتے ہیں باجماعت ہوئی۔ اور بعد نماز دعا کی گئی۔ اور صدقہ و خیرات کی تحریک۔

(۴) یکم مئی ۱۹۳۹ء سے محترم حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب مدظلہ جامعہ احمدیہ کے پرنسپل کے عہدے سے ریٹائر ہو گئے۔ اور آپ کے جانشین حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب بی۔ اے۔ (آکسفورڈ) مولوی فاضل پرنسپل مقرر کئے گئے۔ اساتذہ و طلباء جامعہ کی طرف سے ۴ مئی کو بعد عصر ہر دو بزرگان کو ٹی۔ پارٹی کی دعوت دی گئی۔ جسمیں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ نے بھی تشریف لا کر عزت افزائی کی۔ اور دیگر اصحاب اور

(بقیہ دیکھو کالم ۴ صفحہ ہذا)

امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا فاروق کے متعلق احباب کو ارشاد

(۱) "فاروق اب ایک نئے نظام کے ماتحت شائع ہونا شروع ہوا ہے"۔

(۲) "دوستوں کو ہر ہفتے علاوہ دیگر مضامین اور خبروں کے میرا خطبہ جمعہ بھی فاروق کے ذریعہ مل جائیگا۔ جس کا پڑھنا جماعت کے ہر فرد کے لئے ضروری ہے"۔

(۳) "پس دوستوں کو "فاروق" کی خریداری کی طرف توجہ کرنی چاہیئے"۔

(۴) "دوستوں کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ یہ اخبار جماعت میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں پھیل جائے"۔

(۵) "میں انشاء اللہ تعالیٰ اس بارے میں اپنی کوششوں کو جاری رکھونگا"۔

(۶) "میں سوچ رہا ہوں۔ کہ کوشش کی جائے۔ کہ یہ اخبار اور زیادہ سستا ہو جائے۔ اور اس کے صفحات بھی بڑھ جائیں۔ (جو دو ہزار خریدار ہونے پر بڑھ جائیں گے۔ ایڈیٹر) تاکہ جماعت کو ایک سستا اخبار مل جائے۔ اور وہ کثرت کے ساتھ ہماری جماعت میں پھیل کر تحریک جدید کے اغراض و مقاصد کی اشاعت کر سکے"۔

(۷) "تحریک جدید کے کارکن جماعتوں میں اس اخبار کی خریداری کے لئے کوشش کریں"۔ (تقریر در تحریک وارشاد حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ)

بزرگان کو بھی مدعو کیا گیا۔ ایڈریس پڑھا گیا۔ جواب دیا گیا۔ اور بعد دعا جلسہ ختم ہوا۔

(۵) یکم مئی کو ۱۱ بجے قبل دوپہر "دفتر تحریک جدید" کا جو حال ہی میں قصر خلافت کے متصل جانب شمال تعمیر ہوا ہے۔ معائنہ فرما کر دعا کے ساتھ اسکا افتتاح فرمایا۔ جسمیں دفتر تحریک جدید اور دفتر ناظم صاحب تجارت و تبلیغ مشن ہائے بیرون ہند تحریک جدید منتقل ہو کر آ گئے ہیں۔ خدا مبارک کرے۔ آمین۔

(۶) محلہ دارالرحمت کے نومسلمین کی تعلیم کے لئے مولوی ابوالعطاء صاحب نے ۲۵ ان پڑھ اصحاب کی اور مسجد ریتی چھلہ میں حضرت مولوی شیر علی صاحب نے ۲۶ ناخواندہ دوستوں کی جماعت بنائی۔ اور دعا فرمائی۔

(۷) ۲۶ اپریل کو سمال ٹاؤن کمیٹی قادیان کے ممبروں کا الیکشن ہوا۔ محلہ دارالعلوم۔ دارالرحمت کی طرف سے قاضی محمد عبداللہ صاحب اور محلہ دارالفضل و دارالبرکات کی طرف سے ملک مولا بخش صاحب بغیر مقابلہ منتخب ہوئے۔ ۲۷ اپریل کو وارڈ ۴ و ۵ کا انتخاب تھا۔ جسمیں ہندوؤں سکھوں۔ غیر احمدیوں کی اکثریت ہے۔ وارڈ ۴ میں لالہ ہری رام صاحب منتخب ہوئے اور وارڈ ۵ میں احرار سے سخت مقابلہ تھا۔ مگر خدا کے فضل سے اس وارڈ میں بھی احمدی نمائندہ چودھری عبدالرحمٰن صاحب سربراہ نمبردار کو ۳۰۲ اور احراری نمائندہ کو صرف ۵۰ ووٹ ملے۔ احراری اپنی اس ناکامی کو دیکھ کر دوٹنگ کے دوران میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسجد احمدیہ لنڈن کا پہلا برطانوی بلال مؤذن

اخبار ڈیلی گزٹ کراچی ۱۹ اپریل سنہ ۳۹ء میں ایک نامہ نگار رقمطراز ہے۔

"اگر آپ میلروز روڈ ساؤتھ فیلڈز ایس ڈبلیو کی طرف ہفتہ کے کسی دن جائیں۔ تو مشرقی لہجہ میں اللہ اکبر کی آواز سے آپ کے کان گونج اٹھیں گے۔ اس حلقہ میں مؤذن دن میں پانچ مرتبہ مسلمانوں کو لنڈن مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے بلاتا ہے۔ یہ آواز ایک ۲۴ سالہ انگریز کے منہ سے نکلتی ہے۔ جو کہ پہلے لنکاشائر میں کام کرتا تھا۔ اور گریسی فیلڈز Gracie Fields کا دوست ہے۔ اس کا نام بلال دانیال ناکر نٹال (Bilal Danail Hawker Nattal) ہے۔ یہ پہلا برطانوی مؤذن ہے۔ اسکی عزت افزائی کے لئے اس کا نام بلال رکھا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے زمانے میں ایک مؤذن کا نام بلال ہی تھا۔ بلال نٹال مسجد کے سامنے اذان دیتا ہے۔ اس نے Lounge سوٹ پہنا ہوا ہوتا ہے۔ اس کے سر پر ترکی ٹوپی ہوتی ہے۔ وہ مشرق کی طرف منہ کرکے اذان دیتا ہے۔ لڑکوں اور ریل گاڑی کا شور میری یکسوئی میں مخل ہوتا ہے۔ ایک طرف ریلوے ٹرین ہے۔ جو پاس سے شور کرتی ہوئی گزرتی ہے۔ اور دوسری طرف بچے نزدیکی باغ میں شور مچاتے ہیں۔ اس نے کہا۔ ہر روز اذان دینا صرف اذان کی اہمیت کو محفوظ رکھنے کے لئے ہے۔ ورنہ لنڈن کے مختلف حصوں میں مسلمان رہتے ہیں۔ اور ان میں سے چند ہی ساؤتھ فیلڈز میں رہتے ہیں۔ لیکن اتوار اور کسی خاص تقریب پر قریبًا دو سو آدمی نماز ادا کرنے کے لئے آتے ہیں۔ مجھے اسلام میں داخل ہوئے پندرہ سال گزر چکے ہیں۔ جنگِ عظیم میں اگرچہ میں نے عرب کو دیکھا۔ اور وہاں فوجی خدمات سرانجام دیں۔ لیکن اب میرے دل میں مکہ میں حج کرنے کی بہت زیادہ خواہش ہے"۔

جرمن کے ڈکٹیٹر ہر ہٹلر کی ہیجان خیز تقریر

ہمعصر دورِ جدید لاہور میں ہر ہٹلر کی تقریر کا مندرجہ ذیل الفاظ میں خلاصہ شائع ہوا ہے۔ کہ

۲۸ اپریل کو تمام جرمنی کے کارخانے سکول۔ دفاتر اور سرکاری اور غیر سرکاری شعبہ جات میں تعطیل تھی۔ تاکہ جرمن باشندے اپنے قائد اعظم کی تقریر کو سن سکیں۔ ذیل میں ہر ہٹلر کی تقریر کا اختصار دیا جاتا ہے

برطانیہ کو جواب

ہٹلر نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ برطانیہ نے جبری بھرتی کا فیصلہ کرکے اس بات کو واضح کر دیا ہے۔ کہ برطانیہ جرمنی کا دشمن اور مخالف ہے۔ اور جرمن سے الجھنے کے لئے بیتاب ہے۔ جو کچھ برطانیہ میں ہو رہا ہے۔ اس کا جواب صرف یہی ہے۔ کہ جرمنی آنے والے واقعات کا مقابلہ کرنے کے لئے سربکف ہو جائے۔

برطانیہ سے معاہدات ختم

ہٹلر نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ کہ جرمنی اور برطانیہ کے درمیان جو بحری معاہدہ قائم ہے جرمن اس کو ختم کرتا ہے۔ اور اعلان کرتا ہے۔ کہ اب اگر کسی معاہدہ کے امکان ہیں۔ تو وہ مساوی حیثیت میں ہوگا۔ جس میں جرمنی کو بھی وہی استحقاق حاصل ہونا چاہیئے۔ جو جنگ عالمگیر سے قبل جرمنی کو حاصل تھی۔

جرمنی کی تجاویز اور پولینڈ

ہٹلر نے کہا۔ کہ میری حکومت نے پولینڈ کو ڈنزگ کے متعلق چند تجاویز پیش کی تھیں جن میں کہا گیا تھا۔ کہ ڈنزگ جرمنی کے حوالے کر دیا جائے۔ ڈنزگ میں پولینڈ کے اقتصادی حقوق محفوظ رہینگے بلکہ اسے مزید اقتصادی مراعات دی جائینگی۔ جرمنی پولینڈ کی سرحدات کا احترام کریگا۔

پولینڈ کی نہیں

لیکن پولینڈ نے ان تجاویز کو ٹھکرا دیا۔ اور ایسا کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اور اس کے جواب میں برطانیہ کے ساتھ معاہدہ کرکے جرمنی کو دھمکی دی۔

ایک اور تجویز

لیکن اس کے باوجود جرمنی نے پولینڈ سے دوستانہ تعلقات کی بناء پر کہا۔ کہ ڈنزگ کو آزاد سلطنت قرار دے دیا جائے۔ اور پولینڈ اور جرمنی دونوں اسکی آزادی کے ضامن ہوں۔ لیکن پولینڈ نے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔

پولینڈ سے معاہدہ ختم۔ ہٹلر نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ کہ پولینڈ اور جرمنی کے درمیان سنہ ۱۹۳۴ء میں جو معاہدہ میں مرقوم تھا۔ کہ دونوں حکومتیں ایک دوسرے کی آزادی کا احترام کرینگی۔ اور کسی طرف سے حملہ نہیں کیا جائے گا۔ جرمنی اس معاہدہ کو ختم کرتا ہے۔

اٹلی اور جرمنی

ہٹلر نے کہا۔ کہ میں اس امر کا اعلان کرتا ہوں۔ کہ اگر کوئی جنگ ہوئی۔ تو جرمن بہادر اطالوی نوجوانوں کے دوش بدوش کھڑے ہو کر حملہ آور کا مقابلہ کریں گے۔

ہسپانیہ اور جرمنی

ہسپانیہ کی خانہ جنگی نے فرانکو کی امداد کی۔ اور یہ امداد آزادی انصاف اور انسانیت کے نام پر کی گئی۔ ہسپانیہ میں فرانکو کو فتح حاصل ہوئی۔ اور جرمنی اس فتح کو صداقت اور انصاف کی فتح سمجھتا ہے۔

جنگ کا خطرہ کس سے ہے؟

ہٹلر نے کہا۔ مسٹر روزویلٹ نے کہا ہے۔ کہ جرمنی کے اقدامات سے جنگ کی بو آرہی ہے۔ حالانکہ یہ قطعًا غلط اور جرمنی پر الزام ہے۔ جنگ کی خواہش ان لوگوں کے دلوں میں ہے۔ جو جبری بھرتی کے قانون منظور کرتے ہیں۔ اور دوسرے ملکوں کی آزادی کی حفاظت کے نام نہاد وعدے کر رہے ہیں۔ جرمنی جنگ نہیں چاہتا۔ بلکہ اپنے حقوق چاہتا ہے۔

جنگ کہاں ہے؟

ہٹلر نے کہا۔ کہ جنگ صرف جمہوری ممالک کے جرائد میں ہے۔ جن کو جرمنی کے خلاف پروپیگنڈا کی کھلی اجازت دے رکھی ہے۔ اگر جرائد پر کنٹرول قائم رکھا جائے۔ تو جنگ کے امکان بھی ختم ہو سکتے ہیں۔

جنگ کے ذمہ وار

ہٹلر نے کہا۔ کہ جنگ کے ذمہ وار وہ لیڈر ہیں۔ جو اپنی اقوام کو جنگ کی آگ سے کھیلنے کے لئے مشتعل کر رہے ہیں۔ اور اپنی اپنی قوموں کو جرمنی کے خلاف ابھار رہے ہیں۔

بداعتماد کون ہے؟

ہٹلر نے کہا۔ کہ مسٹر چیمبرلین نے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ اب ہٹلر پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ جرمنی برطانیہ کے کسی باشندے پر اعتبار نہیں کر سکتا۔ جس وقت ہٹلر یہ الفاظ کہہ رہا تھا۔ تو اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی۔ اور اس کا لہجہ نہایت سخت تھا۔

امن کانفرنس کا ڈھونگ

ہٹلر نے کہا۔ مسٹر روزویلٹ کا خیال ہے۔ کہ تمام ممالک کی کانفرنس منعقد کی جائے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ ایسی کانفرنسیں امن کو قائم نہیں رکھ سکتیں۔ اور جرمنی کو ایسی کانفرنس پر کوئی اعتماد نہیں۔

سب سے بڑی کانفرنس

ہٹلر نے کہا۔ کہ دنیا میں سب سے بڑی امن کانفرنس مجلس اقوام ہے۔ اور جرمنی اکیس سال تک اس کانفرنس میں شامل رہا ہے۔ لیکن اس کانفرنس میں جرمنی کے ساتھ انصاف نہیں کیا گیا۔ چنانچہ وہ اس سے علیحدہ ہو گیا۔ جرمنی کسی ایسی کانفرنس پر اعتماد نہیں کر سکتا۔

قوت بازو پر اعتماد

ہٹلر نے کہا۔ کہ جرمنی صرف اپنے قوت بازو پر اعتماد کرتے رہیں۔ اور وہ کسی ایسی کانفرنس میں شمولیت نہیں کرے گا۔ جس کا مطلب اپنے مفادات کی تکمیل کے لئے ہمیں اُلّو بنانا ہو۔

مسٹر روزولٹ کی حکمت عملی

ہٹلر نے کہا۔ کہ گذشتہ جنگ عالمگیر میں امریکہ کیوں شریک جنگ ہوا۔ اسکی وجہ صرف ایک تھی۔ کہ امریکہ سرمایہ دار ہے۔ اور وہ اتحادیوں کو سرمایہ دے چکا تھا۔ جس کے تحفظ کے لئے امریکہ نے جنگ عالمگیر میں شمولیت کی۔ ہٹلر نے کہا۔ کہ روزویلٹ نے جرمنی اور اٹلی کو حملہ آور دل اور غاصبوں کے الفاظ سے پکارا۔ اور اس کا یہ رویہ ناقابل برداشت اور قابل اعتراض ہے۔

ہماری تجویز

ہٹلر نے روزویلٹ کے جواب میں بعض تجاویز پیش کی ہیں۔ جن میں کہا گیا تھا۔ کہ کوئی وجہ نہیں کہ برطانیہ اور فرانس ایک وسیع دنیا پر قابض رہیں۔ اور جرمنی منہ دیکھا کرے۔ اسے نوآبادیوں کی ضرورت ہے۔ اور اسکی نوآبادیاں واپس کی جائیں۔

ہٹلر نے کہا۔ چیکوسلواکیہ کے معاملہ میں جمہوری سلطنتوں نے نہایت شرمناک رویہ اختیار کیا۔...

ہٹلر نے کہا۔ کہ چیکوسلواکیہ میں جرمنی نے وہ سلوک نہیں کیا۔ جو برطانیہ فلسطین کے عربوں کے ساتھ کر رہا ہے۔

برطانیہ اور پولینڈ

ہٹلر نے کہا۔ کہ برطانیہ اور پولینڈ کو آگاہ کر دیا گیا ہے۔ کہ جرمنی کے جو معاہدات ان کے ساتھ تھے جرمن انہیں ختم کرتا ہے۔

جرمن قوم کا جواب

ہٹلر نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ کہ میں تمام جرمن قوم کی طرف سے اس امر کا اعلان کرتا ہوں۔ جمہوریت پسند جس خونریزی کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اور اگر وہ ہوئی۔ تو اسکی ذمہ واری جرمن قوم پر عاید نہیں ہوگی۔ کیونکہ جرمن نے تمام چیز وضاحت سے دنیا کے سامنے پیش کر دی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ | نمبر ۱۷

خطبہ جمعہ مورخہ ۲۱ اپریل ۱۹۳۹ء

سلسلہ احمدیہ میں عموماً اور قادیان میں خصوصاً کسی احمدی مرد یا عورت کو ان پڑھ نہیں رہنا چاہیئے

ہماری جماعتیں سو فی صدی پڑھے لکھے ہوں اور ساتھ ہی کوئی پیشہ بھی سیکھیں

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔ میں نے خدام الاحمدیہ کے متعلق جو خطبات پڑھے تھے۔ ان میں ایک بات میں نے یہ بیان کی تھی۔ کہ

تعلیم کو عام کیا جائے

اس بارہ میں مَیں نے خدام الاحمدیہ کو کچھ عرصہ پہلے بعض ہدایات دی تھیں۔ اور مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ قادیان کے دو محلوں میں کام شروع ہے۔ مگر میں چاہتا ہوں۔ کہ یہ کام ساری قادیان میں شروع کردیا جائے۔

دو محلوں میں دو ماہ تک کام کرنے سے خدام الاحمدیہ کو اس کا تجربہ ہوچکا ہوگا۔ اور قادیان میں اتنے پڑھے ہوئے لوگ موجود ہیں۔ کہ اگر یہاں کے تمام ان پڑھوں کی تعلیم کا ہم انتظام کریں۔ تو یہ کوئی مشکل کام نہیں ہوگا۔ مشکل وہاں ہوتی ہے۔ جہاں پڑھانے والے کم اور پڑھنے والے زیادہ ہوں۔ مگر یہاں پڑھنے والے پڑھانے والوں کا دسواں حصہ ہیں۔ میں نے یہاں کے ان پڑھوں کا جو اندازہ کرایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہاں ایک ایک ان پڑھ احمدی کو پڑھانے کے لئے نو نو آدمی موجود ہیں۔ اور اگر ہم یہ سمجھ لیں۔ کہ ان میں سے ایک حصہ پڑھانے کے قابل نہیں۔ کیونکہ ان میں بچے بھی ہیں۔ اور نوجوان بھی۔ جن کو پڑھانے کا تجربہ نہیں ہوتا۔ تب بھی اس میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ ایک ایک ان پڑھ کو پڑھانے کے لئے ایک ایک آدمی بڑی آسانی سے میسر آسکتا ہے۔ اور ایسی صورت میں انتظار کی صرف ایک ہی وجہ ہوسکتی ہے۔ کہ جس محکمہ کے سپرد یہ کام کیا جائے۔ اسے تجربہ نہ ہو۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ خدام الاحمدیہ کے لئے

دو تین ماہ کا تجربہ

کافی ہوگا۔ اور اس لئے اب کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم اس کام میں تاخیر کریں۔

پس آج میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ خدام الاحمدیہ تین دن کے اندر اندر میرے سامنے ایک سکیم پیش کرے۔ کہ کس طرح قادیان کے سب محلوں میں ایک ہی وقت میں تعلیم کو عام کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔

تعلیم سے میرا مقصد

یہ ہے۔ کہ قرآن ناظرہ پڑھنا آتا ہو۔ اردو لکھ پڑھ سکے۔ اور دستخط کرسکے۔ یعنی تھوڑا بہت لکھنا آجائے۔ اور یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ لیکن جہاں میں خدام الاحمدیہ کے سپرد مردوں کی تعلیم کا کام کرتا ہوں۔ وہاں میں لجنہ کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اس سکیم کو عورتوں میں رائج کریں۔ اور کوشش کریں۔ کہ

ہر عورت لکھنا پڑھنا سیکھ جائے

اور اس کام میں انہیں جس قسم کی مدد کی بھی ضرورت ہوگی۔ وہ ہم مہیا کریں گے۔ یہاں عورتوں میں تعلیم اتنی عام ہے۔ کہ ان پڑھ عورتوں کو پڑھانے کے لئے انہیں مردوں کی امداد کی ضرورت نہیں ہوگی۔ البتہ انتظامی لحاظ سے ان کو ضرورت ہوسکتی ہے۔ جو ہم مہیا کردیں گے۔ لیکن اگر تعلیم کے لئے بھی ان کو ضرورت محسوس ہو۔ تو ایسے معتبر اور قابل اعتماد مردوں کا انتظام کیا جاسکتا ہے۔ جو پس پردہ تعلیم دے سکیں۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ اسکی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

پس میں خدام الاحمدیہ کے سامنے یہ بات رکھتا ہوں۔ کہ وہ کسی ایسی سکیم پر غور کریں۔ جس سے تین ماہ کے اندر اندر تمام مردوں کو تعلیم دینے کا مقصد پورا ہوسکے۔ (بعد غور اور مشورہ

چھ ماہ کا عرصہ

مقرر کیا گیا ہے) اور خدام الاحمدیہ نے سکیم پیش کردی ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اپریل کے باقی دن اگر تیاری کے لئے بھی سمجھ لئے جائیں۔ تو مئی۔ جون۔ جولائی تین ماہ کام کے لئے ہوسکتے ہیں۔ وہ مجھے بتائیں۔ کہ کوئی ایسی کوشش کی جاسکتی ہے۔ یا نہیں۔ کہ جس سے یکم اگست کو قادیان میں کوئی ایک مرد اور کوئی عورت بھی ان پڑھ نظر نہ آئے۔ (اب یکم نومبر آخری تاریخ مقرر کی گئی ہے) جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ عورتوں کی ذمہ واری ان پر نہیں بلکہ لجنہ پر ہے۔ ان کے ذمہ مردوں اور دس سال سے زیادہ عمر کے بچوں کی تعلیم ہے۔ اور وہ کوشش کریں۔ کہ یکم اگست (نومبر) کو کوئی مرد اور دس سال کی عمر کا بچہ ان پڑھ نہ رہے۔ یکم اگست (نومبر) کو ہم قادیان کا عام امتحان لیں گے۔ اور میں خود ان کی نگرانی کروں گا۔ اگست (نومبر) کے پہلے ہفتہ میں باری باری سب کا امتحان ہوگا۔ اور ان کو ثابت کرنا ہوگا۔ کہ

یہاں کوئی ان پڑھ باقی نہیں

ممکن ہے۔ بعض آدمی اس وقت میں پڑھنا نہ سیکھ سکیں۔ اور ایسے لوگوں سے ہم درخواست کریں گے۔ کہ وہ پندرہ بیس روز یا مہینہ اپنا کام چھوڑ کر پڑھائی میں لگے رہیں۔ اور پڑھائی کے مقابلہ میں یہ کوئی بڑی قربانی نہیں۔ بلکہ بہت فائدہ بخش ہے۔ قربانی تو دراصل پڑھانے والے کرتے ہیں۔

پڑھنے والوں کا اپنا فائدہ

ہے۔ اس لئے جو لوگ سمجھیں۔ کہ وہ اس عرصہ میں لکھنا پڑھنا نہ سیکھ سکیں گے۔ ان کو چاہیئے۔ کہ وہ کچھ وقت اس کے لئے وقف کردیں۔ اور اس عرصہ میں کوئی اور کام نہ کریں۔ مجھے اس وجہ سے جلدی ہے۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ قادیان سے فارغ ہوکر ہم گاؤں کی طرف توجہ کریں۔ وہاں کام زیادہ مشکل ہوگا۔ کیونکہ وہاں پڑھنے والے زیادہ اور پڑھانے والے کم ہوں گے۔ اور ضرورت ہوگی۔ کہ ہم قادیان سے پڑھانے والے لے جاکر اردگرد کے دیہات میں تعلیم عام کریں۔ اور اگر ہم دو سال میں بھی اس امر میں کامیاب ہو جائیں۔ کہ اس وقت تک جو لوگ احمدی ہوچکے ہوں۔ ان میں کوئی ان پڑھ نہ رہے۔ تو یہ ایک ایسا شاندار کام ہوگا۔ کہ جسکی مثال ہندوستان میں نہ مل سکے گی۔ آج کل ہندوستان میں

تعلیم عام کرنے کا چرچا

ہو رہا ہے! اور کانگرس وغیرہ ادارے بھی اسکی طرف متوجہ ہیں۔ پہلے ہماری جماعت تعلیمی لحاظ سے سب سے آگے تھی۔ لیکن اب چونکہ دوسرے لوگوں میں بھی تعلیم کو عام کرنے پر بہت زور دیا جا رہا ہے۔ اس لئے خطرہ ہے۔ کہ وہ آگے نہ نکل جائیں۔ اور وہ مقام جو سالہا سال سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو عطا کر رکھا ہے۔ وہ ہم سے چھینا نہ جائے۔ مَیں چاہتا ہوں۔ کہ ہم اس معاملہ میں بھی دوسروں سے آگے ہی رہیں۔ کئی سال ہوئے۔ میں نے تحقیقات کرائی تھی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ قادیان میں

پڑھنے کے قابل لڑکیاں

سو فی صدی لکھ پڑھ سکتی ہیں۔ مگر اب جو تحقیقات کرائی۔ تو چونکہ یہاں باہر سے آکر لوگ آباد ہوتے رہتے ہیں۔ اسلئے اب کئی لڑکیاں ان پڑھ موجود ہیں۔ پہلے مرد یہاں پچاسی فی صدی تعلیم یافتہ تھے۔ مگر اب نوّے فی صدی ہیں۔ گویا مردوں کی تعلیم کے لحاظ سے ہم نے ترقی کی ہے۔ لیکن لڑکیوں کی تعلیم کے لحاظ سے تنزل ہے۔ پہلے یہاں کوئی ان پڑھ لڑکی نہ تھی۔ مگر اب ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ ایک طرف تو ہم لڑکیوں کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوں۔ اور دوسری طرف مردوں کی تعلیم کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طرف اور کوشش کریں۔ کہ دونوں سو فی صدی تعلیم یافتہ ہو جائیں۔ پہلے ہندوستان میں دوسرے لوگوں میں صرف دس پندرہ یا بیس فی صدی لوگ تعلیم یافتہ تھے۔ مگر ہمارے اسّی۔ نوّے فی صدی تھے۔ اب دوسروں کو تعلیم دینے کی طرف بہت توجہ کی جا رہی ہے۔ اور اگر وہ

سو فی صدی تعلیم یافتہ

ہو جائیں۔ اور ہم میں جو کمی تھی۔ وہ بدستور رہے تو یہ کتنے افسوس کی بات ہو گی۔ مومن کے اندر اللہ تعالےٰ نے جو غیرت پیدا کی ہے وہ اس امر کی متقضی ہے۔ کہ ہم سو فی صدی تعلیم والی تحریک میں پہلے نمبر پر رہیں۔ جس طرح پہلے تھے۔ اور کوشش کریں۔ کہ دوسری قومیں ہم سے آگے نہ بڑھ سکیں۔ لیکن اس تحریک میں ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جب تک وہ لوگ ہماری مدد نہ کریں۔ جو اَن پڑھ ہیں۔ اگر وہ خود کوتاہی کریں۔ تو اس کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ اور میں نے خطبہ میں اس کے لئے

اپیل کرنے کی ضرورت

اسی لئے سمجھی ہے۔ کہ تا سب دوستوں کو علم ہو جائے۔ کہ ہمیں تعلیم عام کرنے کی نئی جدوجہد میں بھی اپنے پہلے مقام کو قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور چاہیئے۔ کہ سارے ہندوستان میں ہم لوگ ہی پہلے ہوں۔ جن میں سو فی صدی تعلیم ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ ہماری جماعت تبلیغی جماعت ہے۔ دوسری قوموں میں جب ایک دفعہ سو فی صدی تعلیم ہو جائے گی۔ تو ان میں نئے اَن پڑھ داخل نہیں ہوں گے۔ آئندہ انہیں صرف بچوں کی تعلیم کا انتظام کرنا ہو گا۔ مگر ہمارے اندر ہر وقت نئے لوگ آتے رہیں گے۔ وہ اگر ایک دفعہ سو فی صدی تعلیم کر دیں۔ تو ان کے لئے پھر اس معیار کو قائم رکھنا بہت آسان ہو گا۔ مگر ہمارے اندر دوسری قوموں میں سے جو اَن پڑھ آتے رہیں گے۔ ان کے لئے ہمیشہ فکر رکھنی پڑے گی۔ لیکن یہ چیز ہمارے لئے کسی گھبراہٹ کا موجب نہیں ہونی چاہیئے۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہماری جماعت کو جو قوت عملیہ حاصل ہے۔ گو ہمیں اس پر تسلی نہیں۔ لیکن وہ دوسروں سے بہت زیادہ ہے اور اس کی موجودگی میں یہ کوئی ایسا بوجھ نہیں۔ جو ہم اٹھا نہ سکیں۔ اس کام میں جماعت کے

دوسرے تجربہ کار لوگوں سے مدد

لی جا سکتی ہے۔ گو چونکہ اس کی ابتداء خدام الاحمدیہ نے کی ہے۔ اسلئے میں چاہتا ہوں۔ کہ اسے ختم کرنے کا سہرا بھی انہی کے سر ہو۔ مگر جماعت کے تجربہ کار لوگوں کو چاہیئے۔ کہ ان کو مدد دیں۔

اور مختلف علاقے مختلف لوگوں کے سپرد کر دئیے جائیں۔ مثلاً حلقہ مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ وغیرہ مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر میر محمد اسحاق صاحب کے سپرد کیا جا سکتا ہے۔ وہ اس معاملہ میں بہت دلچسپی رکھتے ہیں اور کئی مرتبہ مجھ سے اس کے متعلق گفتگو بھی کر چکے ہیں۔

اسی طرح بعض علاقے مولوی ابوالعطاء صاحب کے سپرد کئے جا سکتے ہیں۔ اور بھی تجربہ کار لوگوں کے سپرد مختلف حلقے کر کے ان کو کام کرنے کے لئے کارندے دے دئیے جائیں۔ تو یہ کام سہولت سے ہو سکتا ہے اس کے علاوہ

ایک زائد بات

بھی میرے خیال میں ہے۔ میرے خیال میں خالی پڑھنا لکھنا کافی نہیں۔ بلکہ کتابی تعلیم کی نسبت عملی تعلیم کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اور اسی لئے میں نے تحریک جدید میں یہ بات بھی رکھی تھی۔ کہ کوئی شخص بے ہنر نہ رہے۔ ہر احمدی کو کوئی نہ کوئی پیشہ آنا چاہیئے۔ اور اس لئے میں صرف لفظی تعلیم پر بس نہیں کرونگا۔ بلکہ کوشش کروں گا۔ کہ ہر فرد کوئی نہ کوئی پیشہ جانتا ہو۔ کوئی نجاری۔ کوئی لوہار کا کام۔ کوئی موچی کا کام کوئی کپڑا بننا اور کوئی معماری وغیرہ جانتا ہو۔ غرضیکہ ہر شخص کوئی نہ کوئی پیشہ اور فن جانتا ہو۔

اسی طرح بعض اور باتیں جو عملی زندگی میں کام آنے والی ہیں۔ وہ بھی سیکھنی چاہئیں۔ میں انہیں کھیلیں نہیں۔ بلکہ کام ہی سمجھتا ہوں۔ مثلاً گھوڑے کی سواری۔ تیرنا۔ کشتی چلانا اور تیر اندازی وغیرہ ہیں۔ ہر احمدی کوشش کرے۔ کہ ان میں سے کوئی نہ کوئی کام سیکھے۔ اور ہو سکے۔ تو سب سیکھے۔

حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ کئی بار یہ واقعہ سنایا کرتے تھے۔ اور ان سے سنکر میں نے بھی کئی دفعہ سنایا ہے۔ کہ

حضرت اسمٰعیل شہید

ایک دفعہ دہلی سے اپنے پیر حضرت سید احمدؒ بریلوی صاحب سے جو افغانستان کی سرحد پر سکھوں کے ساتھ لڑنے کی تیاری کر رہے تھے۔ ملنے کے لئے جا رہے تھے۔ جب وہ اٹک پہنچے۔ تو انہیں بتایا گیا۔ کہ یہاں ایک سکھ ایسا اچھا تیراک ہے۔ کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ انہوں نے پوچھا۔ کہ کیا کوئی مسلمان بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ انہیں بتایا گیا۔ کہ نہیں۔ یہ سنکر باوجودیکہ وہ ایک نہایت اہم کام پر جا رہے تھے۔ وہیں ٹھہر گئے۔ تیرنے کی مشق کی۔ اس سکھ سے مقابلہ کیا۔ اور پھر اسے شکست دے کر آگے بڑھے۔ یہ ایمانی غیرت ہے۔ پہلے مسلمان یہ گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ کہ کوئی شخص کسی فن میں بھی ان سے آگے بڑھ جائے۔ لیکن اب تو یہ حالت ہے۔ کہ جب مسلمان کسی کو اپنے سے آگے بڑھتا ہوا دیکھتے ہیں۔ تو بجائے اس کے کہ ان میں کوئی غیرت پیدا ہو۔ وہ کندھے ہلاتے ہوئے گذر جاتے ہیں۔ کہ ہمیں کیا۔ مومن میں یہ غیرت ہونی چاہیئے۔ کہ کسی فن میں بھی کوئی اس سے آگے نہ بڑھنے پائے۔ پس ہر احمدی کو

کوئی نہ کوئی پیشہ اور فن

ضرور سیکھنا چاہیئے۔ اور اس کے لئے جماعت کے پیشہ ور دوست اپنے نام لکھوائیں۔ کہ وہ کس حد تک اپنا کام دوسروں کو سکھا سکتے ہیں۔ اس سکیم کو عملی صورت دینے کے لئے میں بعد میں کمیٹیاں مقرر کروں گا۔ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ یہ پیشے اس حد تک ہر شخص کو آ جائیں۔ کہ وہ اپنے گھر میں بطور شغل ان کو کر سکے۔ اور پھر انہیں ترقی دے سکے۔ جب کوئی پیشہ معمولی طور پر آ جائے۔ تو پھر رغبت سے اسے بڑی ترقی دی جا سکتی ہے۔ پیشوں کے علاوہ بعض فنون بھی ایسے ہیں۔ جو سیکھنے چاہئیں۔ جنگ عظیم کے زمانہ میں ولایت میں ایک شخص بارکر نامی تھا۔ اس کے متعلق بہت شور پڑا۔ کہ وہ ٹوٹی ہوئی ہڈیاں جوڑ دیتا ہے۔ وہاں یہ بات خلاف قانون ہے۔ کہ کوئی شخص بغیر سرٹیفکیٹ حاصل کئے سرجری کا پیشہ اختیار کرے۔ اسلیئے اس پر مقدمہ چلایا گیا۔ مگر سینکڑوں فوجیوں نے شہادتیں دیں۔ کہ اس شخص نے ہماری ایسی ہڈیاں جوڑ دی ہیں۔ جن کو ڈاکٹر لاعلاج قرار دے چکے تھے۔ آخر گورنمنٹ کو اسے سرٹیفکیٹ دینا پڑا۔ یہاں قادیان میں بھی بعض لوگ ایسے فن جانتے ہیں۔ اور باہر بھی ہیں۔ بعض نائی یا اور لوگ ہیں۔ جو ٹوٹی ہوئی ہڈیاں جوڑ دیتے ہیں۔ یا بڑے بڑے خراب زخم اچھے کر دیتے ہیں۔ مجھے خود یاد ہے۔ بچپن میں میرے پاؤں میں ایک دفعہ سخت چوٹ لگی تھی۔ اور وہاں کبھی کبھی شدید درد ہوتا تھا۔ یہاں ایک دوست کی بیوی کو یہ فن آتا تھا۔ کہ ایسی چوٹوں کا علاج کر سکے۔ ایک دفعہ میاں بیوی میں جھگڑا ہوا۔ اور بیوی میرے پاس شکایت لے کر آئی۔ کہ میرا خاوند مجھے اس کام سے روکتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ غیر مردوں کی چوٹوں پر مالش وغیرہ نہیں کرنے دوں گا۔ یہ ناجائز ہے۔ میں نے کہا۔ کہ یہ بات تو صحیح نہیں۔ احادیث سے تو ثابت ہے۔ کہ صحابہ میں عورتیں ہی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں۔ اس وقت تو مجھے خیال نہ آیا۔ مگر بعد میں جب ایک دفعہ اس درد کا حملہ ہوا۔ تو میں نے پتہ کرایا۔ وہ عورت تو فوت ہو چکی تھی۔ مگر مجھے بتایا گیا۔ کہ اس نے اپنی لڑکی کو وہ فن سکھایا ہوا ہے۔ میں نے اسے بلوا کر پاؤں پر مالش کرائی۔ اس نے کہہ دیا تھا۔ کہ پہلے یہاں ورم ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دو تین روز تو بہت ورم رہا۔ پھر آرام آ گیا۔ اور اب دس سال کے قریب ہو چکے ہیں۔ وہاں درد نہیں ہوا۔ حالانکہ پہلے میں ہمیشہ علاج کراتا رہتا تھا۔ کئی مرہمیں لگا چکا تھا۔ اور آیوڈین وغیرہ بھی لگاتا رہتا تھا۔ تو یہ فن جیسے

ہڈی ٹھیک کرنا

کہتے ہیں۔ کئی لوگ جانتے ہیں۔ یہ مجھے معلوم نہیں۔ کہ طبی اصطلاح میں اسے کیا کہا جاتا ہے۔ مگر بعض اَن پڑھ لوگ اس کے ایسے ماہر ہوتے ہیں۔ کہ ڈاکٹروں سے بھی بڑھ جاتے ہیں۔ بعض نائیوں کے پاس ایسی مرہمیں ہیں کہ جن سے ڈاکٹروں کے لاعلاج زخم اچھے ہو جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دفعہ ایک شخص نے لکھا۔ کہ میری لات پر ایک زخم ہے۔ اور ڈاکٹر کہتے ہیں۔ کہ لات کٹوانی پڑے گی۔ حضور نے اسے لکھا۔ کہ بعض جراح بھی اپنے فن میں بڑے ماہر ہوتے ہیں۔ اور خطرناک زخم اچھے کر دیتے ہیں۔ آپ کٹوانے سے پیشتر کسی جراح سے بھی علاج کرا کر دیکھ لیں۔ بعد میں اس دوست نے لکھا۔ کہ میں نے ایک نائی کو دکھایا تھا۔ جو اس علاقہ میں جراحی کے لئے مشہور تھا۔ اس نے علاج کیا۔ اور اب میں اچھا ہوں۔ اور ڈاکٹر بھی اس پر حیران ہیں۔ تو ایسے فنون ابھی زندہ ہیں۔ سید احمد نور صاحب کابلی کے ناک پر زخم تھا۔ انہوں نے کئی علاج کرائے۔ لاہور کے میو ہسپتال میں گئے۔ ایکسرے کرا کر علاج کرایا۔ مگر زخم اور بھی خراب ہوتا گیا۔ آخر وہ پشاور گئے۔ اور وہاں ایک نائی سے علاج کرایا۔ اس نے صرف تین روز دوائی استعمال کرائی۔ اور زخم اچھا ہو گیا۔ تو اب بھی ایسے

ماہرین فن

موجود ہیں۔ جن کو ایسے ایسے پیشے آتے ہیں۔ کہ اگر انہیں زندہ رکھا جائے۔ تو ان سے آگے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کئی نئے پیشے جاری ہو سکتے ہیں۔ لیکن ان کے جاننے والے چونکہ انہیں زندہ رکھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اسلئے وہ ترقی نہیں کر رہے۔ اگر ان کی طرف لوگوں کو توجہ ہو۔ تو ان سے آگے کئی فنون نکل سکتے ہیں۔ مثلاً یہی ہڈیوں کا ٹھیک کرنا ہے۔ پہلوان اور نائی اسے جانتے ہیں۔ اور اس سے پرانی دردوں اور ٹیڑھی ہڈیوں کو درست کیا جا سکتا ہے۔ اسے سیکھ کر پھیلانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ پرانے زمانہ میں لوگ ان

ان پیشوں کے اظہار میں بہت بخل

سے کام لیتے تھے۔ اور کوئی کسی کو بتاتا نہ تھا۔ اس لئے وہ مٹ گئے۔ یورپ والے ایسا نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے فن کو عام کر دیتے ہیں۔ اس سے وہ روپیہ بھی زیادہ کما سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک نائی تھا۔ جسے ایسی مرہم کا علم تھا۔ جس سے بڑے بڑے خراب زخم اچھے ہو جاتے تھے۔ لوگ دُور دُور سے اس کے پاس علاج کرانے کے لئے آتے تھے۔ اس کا بیٹا اس کا نسخہ پوچھتا۔ تو وہ جواب دیتا۔ کہ اس کے جاننے والے دو نہیں ہونے چاہئیں۔ آخر وہ بوڑھا ہو گیا۔ سخت بیمار ہؤا۔ تو اس کے بیٹے نے کہا۔ کہ اب تو بتا دیں۔ وہ کہنے لگا۔ کہ اچھا۔ اگر تم سمجھتے ہو۔ میں مرنے لگا ہوں۔ تو بتا دیتا ہوں۔ مگر پھر کہنے لگا۔ کہ کیا پتہ میں اچھا ہی ہو جاؤں۔ اور اسلئے پھر بتانے سے رُک گیا۔ چند گھنٹوں بعد اسکی جان نکل گئی۔ اور اس کا بیٹا اس فن سے محروم رہ گیا۔ وہ آرام سے بیٹھا تھا۔ اور مطمئن تھا۔ کہ گھر میں فن موجود ہے۔ لیکن وہ اس کے کسی کام نہ آ سکا۔ تو بخل ترقی کا نہیں۔ بلکہ

ذلت و رسوائی کا موجب

ہوتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ خاندانوں کی تباہی کا موجب ہو جاتا ہے۔ تو ان پیشوں اور فنون کا سکھانا مضر نہیں۔ بلکہ مفید ہے۔ اس سے علم ترقی کرتا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ یہ فنون خصوصاً مردہ فنون کو ترقی دی جائے بچپن میں ہم بعض باتیں بڑی بوڑھیوں سے سنتے تھے۔ اور خود چونکہ انگریزی طرز کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اسلئے سمجھتے تھے۔ کہ یہ غلط باتیں ہیں۔ مثلاً یہ کہ بنگال میں اتنی باریک ململ تیار ہوتی تھی۔ کہ سارا تھان انگوٹھی میں سے گزر جاتا تھا۔ اسی طرح اور بھی نہایت اعلےٰ کپڑے تیار ہوتے تھے۔ ہم سمجھتے تھے۔ کہ یہ باتیں ملکی غیرت کی وجہ سے ہیں۔ مگر جب ادھورا علم مکمل ہؤا۔ تو پتہ لگا۔ کہ وہ سب باتیں صحیح تھیں۔ بلکہ ان سے بڑھ کر صحیح تھیں۔ میں نے ایک انگریز کی کتاب پڑھی ہے۔ جس میں اس نے گورنروں اور سرکاری افسروں کی رپورٹوں سے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ بنگال میں بہت سی ایسی صنعتیں تھیں۔ جنہیں انگریزوں نے مٹا دیا۔ یہاں کا تیار کردہ سامان ولایت کے تاجرلے جاتے تھے۔ اور انگلستان کے امراء کے تعیش کا سامان یہاں سے جاتا تھا۔ بلکہ جب میں نے زیادہ تحقیق کی۔ تو معلوم ہؤا۔ کہ انگریزوں کے کپڑوں کے نام بھی ایشیائی ہیں۔ مثلاً ململ کو انگریزی میں Muslin کہتے ہیں۔ یہ لفظ دراصل موصلین ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ اس زمانہ میں ہندوستان کی تمام تجارت عرب کے رستہ ہوتی تھی۔ اور عربوں کے ہاتھ میں تھی۔ جیسے آج کل انگلستان کے ہاتھ میں ہے۔ بعض چیزوں کے متعلق ہم پہلے سمجھتے تھے کہ وہ انگریز بناتے ہیں۔ مگر جب جنگ شروع ہوئی۔ اور وہ آنی بند ہو گئیں۔ تو ہم حیران ہوتے تھے۔ کہ یہ کیوں نہیں آتیں۔ حالانکہ وہ انگلستان میں تیار ہوتی ہیں۔ مگر بعد میں معلوم ہؤا۔ کہ وہ دراصل انگلستان میں نہیں۔ بلکہ جرمن اور بلجیم میں بنتی تھیں۔ خصوصاً بعض دوائیاں ایسی تھیں۔ جو جرمن میں بنتی تھیں۔ ہندوستان میں چالیس ہزار تھان بڑا مشہور ہے۔ یہ بلجیم میں بنتا ہے

انگریز تاجر

وہاں سے لا کر ہندوستان میں بیچتے تھے۔ اور لوگ سمجھتے تھے۔ کہ انگلستان میں ہی بنتے ہیں۔ غرض جنگ کے دنوں میں جب ایسی اشیاء آنی بند ہوئیں۔ یا کم ہو گئیں۔ تو معلوم ہؤا۔ کہ یہ دوسرے ملکوں کی تھیں۔ اسی طرح پرانے زمانہ میں تجارت عربوں کے ہاتھ میں تھی۔ وہ ہندوستان سے خرید کرلے جاتے تھے۔ اور پھر مختلف ممالک میں پہنچاتے تھے۔ اسی طرح ایک مشہور کپڑا ڈمسکس ہے۔ یہ دراصل دمشق سے جاتا تھا۔ ایک اور کپڑا ٹفٹ ہے۔ یہ دراصل طافتہ ہے۔ گویا تمام مشہور کپڑوں کے نام یا تو عربی شہروں یا عربی الفاظ سے اخذ کردہ ہیں۔ مگر آج ہمیں یہ خیال تک بھی نہیں آتا۔ کہ یہ چیزیں ہماری ہیں۔ اور یہاں سے جاتی تھیں۔ اس زمانہ میں

تمام تجارت عربوں اور ایرانیوں کے ہاتھ میں

تھی۔ مگر ایشیائیوں کے بخل کی وجہ سے یہ یورپ کے ہاتھ میں چلی گئی۔ یورپ میں ایک آدمی کوئی چھوٹی سی چیز لیتا ہے۔ اور اسے ایسی طرح پھیلاتا ہے۔ کہ ہر شخص اسے خریدنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ بچوں اور بیماروں کے لئے جو غذائیں ولایت سے آتی ہیں۔ جیسے بیلنس فوڈ وغیرہ یہ یہی جَو اور جوار کا آٹا وغیرہ ہیں۔ کسی شخص کو علم ہو گیا۔ اس نے خوبصورت ڈبوں میں بند کیا۔ لیبل لگائے۔ ساری دنیا میں اشتہار دیا۔ اور اس طرح فائدہ اٹھایا۔ لیکن ہمارے ملک میں اگر کسی کو علم ہوتا۔ تو وہ اگر اسکی ذات تک نہیں۔ تو اس کے خاندان تک محدود رہتا۔ یا زیادہ سے زیادہ اس گاؤں تک محدود رہتا۔ مگر وہ لوگ اپنے علم کو عام کر دیتے ہیں۔ جرمنی میں تو یہ قانون ہے۔ کہ

ہر دوائی کے ساتھ اسکا نسخہ

بھی لکھ دیا جائے۔ انہوں نے ایسا قانون بنایا ہؤا ہے۔ کہ کسی نئی دوا کا دریافت کرنے والا ہی چند سالوں تک اسے تیار کر سکتا ہے اس عرصہ میں اگر کوئی اور تیار کرے۔ تو اسے سزا دی جاتی ہے۔ اس عرصہ کے بعد جس کا جی چاہے۔ تیار کرے۔ اور اس طرح دریافت کرنے والے کو بھی کافی فائدہ پہنچ جاتا ہے۔ اور علم بھی محدود نہیں رہتا۔ وہ لوگ چھپاتے نہیں۔ بلکہ عام کرتے ہیں۔ اور یہی ان کی کامیابی کا راز ہے۔ یہی مرہمیں جو یہاں کے نائیوں کے پاس ہیں۔ اگر ان لوگوں کے پاس ہوتیں۔ تو وہ اس سے لاکھوں کروڑوں روپیہ کماتے۔ اور ان کی اشاعت بھی کر دیتے۔ وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے

لاکھوں روپوں کے کارخانے

جاری کر لیتے۔ کونین ہی ہے۔ یہ جزائر بحر الہند یا ان کے قریب کے علاقوں میں پیدا ہوتی ہے۔ وہاں کے لوگ اس کے درخت سے بیماریوں کا علاج تو کرتے تھے۔ مگر کوئی تجارتی فائدہ نہ اٹھا سکتے تھے۔ وہاں کوئی انگریز ڈاکٹر آیا۔ اسے علم ہؤا۔ تو اس نے پہلے اس سے ٹنکچر سنکونا تیار کی۔ اور پھر کسی اور نے کونین بنا لی۔ اور اس طرح اس صنعت نے اس حد تک ترقی کی۔ کہ اب وہ لوگ جن کے پاس سے یہ جاتی ہے۔ وہ بھی یورپ سے ہی خریدتے ہیں۔ اگر وہ خود اس کام کو جاری کرتے۔ اور اسے وسعت دینے کا خیال کرتے۔ تو خود فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ تو جو قومیں پیشوں کے اظہار میں بخل سے کام نہیں لیتیں۔ وہ غالب ہو جاتی ہیں۔ اور ان میں سے ایسے ماہر پیدا ہو جاتے ہیں۔ کہ گو لوگ جانتے کہ یہ کام کس طرح کیا جاتا ہے۔ مگر وہ ان سے ہی کراتے ہیں۔ کیونکہ فائدہ خالی علم سے نہیں ہوتا۔ بلکہ مہارت سے ہوتا ہے۔

پس میں صرف یہ نہیں کہتا۔ کہ کتابی علم عام کئے جائیں۔ بلکہ

حرفہ اور فنون کی تعلیم کو بھی عام کیا جائے

یہ صرف غرباء کے لئے ہی نہیں۔ بلکہ امراء کے لئے بھی مفید ہیں۔ پھر اس لحاظ سے بھی یہ مفید ہوتی ہیں۔ کہ بعض اوقات بڑے بڑے لوگوں کی بھی نوکریاں چھوٹ جاتی ہیں۔ چار پانسو بلکہ ہزار ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ پانے والے Retrenchment کی وجہ سے بیکار ہو جاتے ہیں۔ یا ان پر کوئی الزام لگتا ہے۔ اور وہ برخاست ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر کوئی فن آتا ہو۔ تو وہ تجارت وغیرہ شروع کر کے گزارہ کر سکتے ہیں۔ لیکن کتابی علم والا صرف نوکری ہی کر سکتا ہے۔ اور اس وجہ سے جب وہ چھوٹ جائے۔ تو گھر میں بیٹھ کر تمام اندوختہ کھا لیتا ہے۔ اور پھر بچے بھی خراب ہوتے ہیں۔ اور خود بھی آخری عمر میں تکلیف اٹھاتا ہے۔

پس میری تجویز یہ ہے۔ کہ پہلے تو تین ماہ (چھ ماہ) کے عرصہ میں سب کو کتابی تعلیم دے دی جائے۔ اس کے بعد حرفہ کی طرف توجہ کی جائے۔ اور جن کو خدا تعالےٰ توفیق دے۔ وہ مجھے لکھیں۔ کہ وہ کیا کیا پیشے جانتے ہیں۔ اور کتنے لوگوں کو کتنے عرصہ میں سکھا سکتے ہیں۔ اور کیا کیا انتظامات ضروری ہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ سب لوگ

کوئی نہ کوئی پیشہ

سیکھ جائیں۔ کوئی نجاری۔ کوئی معماری اور کوئی لوہار کا کام اور کوئی موچی کا کام۔ یہ کام اتنے سیکھ لئے جائیں۔ کہ گھر میں بطور شغل اختیار کئے جا سکیں۔ اور اگر کوئی مہارت پیدا کرے۔ تو وہ اختیار بھی کر سکے۔ اس سے قومی رنگ میں بھی کئی فوائد ہو سکتے ہیں۔ مثلاً اگر موچی کا کام آتا ہو۔ تو ایک دن مقرر کر کے غرباء کے لئے جوتے تیار کئے جا سکتے ہیں۔ چمڑا جماعت کی طرف سے دے دیا جائے۔ اور سب بیٹھ کر جوتے تیار کر دیں۔ یا معمار۔ نجار اور لوہار وغیرہ مل کر ایک دن کسی غریب کا مکان بنا دیں۔ یہ خدمت ہو گی۔ جس سے ثواب حاصل ہو گا۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غریب کا مکان بھی بغیر خرچ کے تیار ہو جائے گا۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے۔ کہ ان پیشوں کو عام کر دیا جائے۔ ورنہ اگر پیشہ ور الگ رہنے لگیں۔ تو وہ سارا سال مفت ہی کرتے رہیں گے۔ جس طرح سب مل کر مٹی ڈالتے ہیں۔ اسی طرح سب مل کر کسی غریب کا مکان بنا دیں۔ ماہر اور کاریگر معمار اور نجار وغیرہ نگرانی کرتے رہیں۔ اور دوسرے کام کریں۔ اس طرح قومی عمارتیں بھی تیار ہو سکتی ہیں۔ پس میں

کتابی تعلیم سے زیادہ عملی تعلیم کی وسعت

چاہتا ہوں۔ بے شک کتابی علم مفید ہے۔ مگر اس سے بڑھ کر فنون اور پیشوں کا علم مفید ہے۔ اور اس سے قوم کا اقتصادی معیار بلند ہوتا ہے۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ خدام الاحمدیہ تین دن کے اندر اندر ایسی سکیم پیش کر دیں گے کہ جس سے تین ماہ (چھ ماہ) کے اندر اندر قادیان میں کوئی شخص اَن پڑھ نہ رہے۔ اور ایک ہفتہ کے اندر اندر

وہ لوگ جو پیشے اور فنون جانتے ہیں

مجھے اطلاع دے دیں گے۔ کہ وہ کیا کیا پیشے جانتے اور کتنے کتنے لوگوں کو سکھا سکتے ہیں۔ بعض فن ایسے ہیں۔ جنہیں عام لوگ جانتے بھی نہیں۔ ہم تو یہ عام معمار۔ نجار۔ لوہار موچی وغیرہ کے پیشوں کو ہی جانتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے پیشے ہیں۔ جو ہم نہیں جانتے میں نے ایک دفعہ پتہ کرایا تھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ایک دوست کلاہ بنانا جانتے ہیں۔ اور جو دوست ایسے پیشے اور فنون جانتے ہوں۔ وہ بھی مجھے اطلاع دیں۔ اگر ان کو جاری کر دیا جائے۔ تو کئی لوگوں کے گزارہ کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ اور کئی ایک کی آمد میں ترقی ہو سکتی ہے۔

پس جسے کوئی پیشہ آتا ہو۔ وہ مجھے اطلاع دے۔ تا دوسروں کو سکھانے کا انتظام کیا جا سکے۔ میں تو چاہتا ہوں۔ کہ

مدرسوں میں

بھی ایسے فنون سکھانے کا انتظام کیا جائے۔ اور طالب علم جب ہمارے مدرسہ سے انٹرنس پاس کر کے نکلے۔ تو وہ صرف انٹرنس پاس نہ ہو۔ بلکہ موچی۔ معمار یا لوہار بھی ہو۔ اور اگر یہ سکیم کامیاب ہو جائے۔ تو جماعت کی اقتصادی حالت میں بہت اصلاح ہو سکتی ہے۔ اور اس کے علاوہ ایسے نوجوانوں کے لئے بھی کام کا انتخاب کرتے وقت

وسیع میدان

ہو سکتا ہے۔ اب تو انٹرنس پاس کرنے والے نوجوان کے لئے دائرہ بہت محدود ہے۔ وہ صرف کلرکی ہی کر سکتا ہے۔ مگر کوئی پیشہ جاننے کی صورت میں یہ دائرہ بہت وسیع ہو گا۔ مثلاً لوہار کا کام جاننے والا انٹرنس پاس ریلوے میں آسانی کے ساتھ فورمین ہو سکتا ہے۔ اور اڑھائی تین سو روپیہ ماہوار تک تنخواہ پا سکتا ہے۔ مگر کلرک پندرہ بیس سال کی ملازمت کے بعد بمشکل پچھتر روپیہ تک پہنچتا ہے۔

تعلیم یافتہ پیشہ ور

کے لئے ترقی کا بہت موقع ہوتا ہے۔ سندھ میں مجھے ایک شخص نے جو وہاں اسسٹنٹ انجینئر تھے۔ سنایا۔ کہ میں لوہار ہوں۔ ان میں یہ خوبی تھی۔ کہ وہ اپنی گزشتہ حالت کو چھپاتے نہ تھے۔ بعض لوگ بہت چھپاتے ہیں۔ انہوں نے مجھے بتایا۔ کہ میں پہلے بیس تیس کا مستری تھا۔ لیکن جس وقت میں انہیں ملا ہوں۔ وہ خان بہادر اور اسسٹنٹ انجینئر تھے۔ اور انہوں نے لوہار کے کام سے ہی ترقی کی تھی۔ محنتی آدمی تھے۔ رات دن محنت کرنے والے اور

خطرہ سے نہ ڈرنے والے

تھے۔ انہوں نے سنایا۔ کہ ایک دفعہ دریائے سندھ کا پل ٹوٹنے لگا۔ اس زور سے طغیانی آئی۔ کہ سب لوگ بھاگ گئے۔ اس کے ایک حصہ کی نگرانی میرے سپرد تھی۔ میں نے سمجھا۔ کہ میری ملازمت کا سارا ریکارڈ آج تباہ ہو جائے گا۔ میں نے سوچا۔ کہ اگر میں خود پیچھے رہا۔ تو کوئی آگے نہ بڑھے گا۔ اسلئے میں خود پانی میں کود پڑا۔ اور ساتھیوں سے کہا۔ کہ کم بخت بھاگتے کہاں ہو۔ اور کچھ نہیں۔ تو مٹی کے بورے بھر بھر کر ہی میرے آگے ڈالتے جاؤ۔ چنانچہ وہ ساری رات مٹی ڈالتے رہے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ صبح کے وقت وہ شگاف بند ہو گیا۔ اور اس طرح ملک بھی تباہی سے بچ گیا۔ اور بیراج پر جو کروڑوں روپیہ خرچ ہو چکا تھا۔ وہ بھی ضائع ہونے سے بچ گیا۔ ان کی اس خدمت کی گورنمنٹ نے بہت قدر کی۔ وائسرائے نے بھی خوشنودی کی چٹھی بھجوائی۔ خان بہادر بنا دیا گیا۔ اور عہدہ میں بھی ترقی ہوئی۔ تو

محنت کرنے والا انسان

ہمیشہ ترقی کرکے بڑھتا جاتا ہے۔ ولایت میں ہزاروں ایسے لوگ ہیں۔ جنہوں نے اسی طرح ترقی کی ہے۔ ایڈیسن جس نے فونوگراف ایجاد کیا ہے۔ وہ پہلے ایک ڈاکخانہ میں چٹھیاں پہنچانے پر ملازم تھا۔ مگر اسے محنت کی عادت تھی۔ جب وہ ایک چٹھی پہنچا کر آتا۔ تو دوسرا آرڈر ملنے تک بیٹھا سائنس کے تجربے کرتا رہتا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جب وہ جوانی کو پہنچا۔ تو سائنس سے بخوبی واقف ہو چکا تھا۔ اور مرنے تک اس نے

ایک ہزار ایک ایجادات

کیں۔ اور ہر ایک کارہ سے کروڑ پتی ہو کر مرا۔ ایسے واقعات ہزاروں ہیں۔ کہ لوگ معمولی مزدور کی حیثیت سے ترقی کر کے بڑے آدمی بن گئے۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے اپنی تعلیم کو جاری رکھا۔ لیکن ہمارے ملک میں یہ ذہنیت ہے۔ کہ لوہار۔ ترکھان وغیرہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہمیں تعلیم کی کیا ضرورت ہے۔ اور تعلیم حاصل کرنے والے خیال کرتے ہیں کہ ہمیں کوئی پیشہ سیکھنے کی کیا ضرورت ہے حالانکہ یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے کی ممد ہیں۔ اور مفید ہیں۔ لیکن یہاں جو شخص پڑھے۔ وہ کہتا ہے۔ میں لوہار یا بڑھئی کیوں بنوں۔ اور جو لوہار یا بڑھئی ہو۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں پڑھوں کیوں۔ حالانکہ جو پیشہ ور تعلیم یافتہ ہو۔ وہ روپیہ ڈیڑھ روپیہ روزانہ کمانے کی بجائے چار پانچ روپے کما سکتا ہے۔ اور تعلیم یافتہ آدمی اگر پیشہ جانتا ہو۔ تو وہ بھی زیادہ ترقی کر سکتا ہے۔ پس طالب علموں کے لئے بھی میرا ارادہ ہے۔ کہ ان کو

پیشے سکھانے کا انتظام

کیا جائے۔ گو اس کے متعلق ابھی کوئی سکیم میرے ذہن میں نہیں۔ کہ جس سے تعلیم کو نقصان پہنچائے بغیر یہ کام سکھائے جا سکیں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اگر جماعت اس میں کامیاب ہو جائے۔ تو پہلا لڑکا جسے نوکری ملے۔ وہ ہمارے سکول کا طالب علم ہوگا۔ اور ملازم رکھنے والوں کی نظر انتخاب سب سے پہلے اسی سکول سے پڑھ کر نکلنے والوں پر پڑے گی۔ پس

پیشہ ور احباب

اپنے اپنے نام اور پیشے مجھے لکھیں۔ کہ جو دوسروں کو سکھا سکتے ہیں۔ اور خدام الاحمدیہ تین دن کے اندر اندر مجھے اطلاع دیں۔ کہ تعلیم کو عام کرنے کے لئے ان کی کیا سکیم ہے۔ اور اسی طرح لجنہ دو ہفتہ کے اندر اندر ایسی سکیم پیش کرے۔ کہ جس سے قادیان کی ہر عورت کو تعلیم یافتہ بنایا جا سکے۔ (الفضل)

الحکم کا سیرت مسیح موعود نمبر

سالہائے گذشتہ سے الحکم کا یہ دستور رہا ہے۔ کہ حضور کے یوم وصال کے دن کی یاد میں ایک خاص نمبر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

سیرت طیبہ

کے مضامین پر مشتمل ہوتا ہے۔ شائع کیا جاتا ہے۔ اس دستور کے مطابق اس سال بھی ۲۸ مئی ۱۹۳۹ء کو سیرت مسیح موعود نمبر شائع کیا جائے گا۔ جسے ہر لحاظ سے دلچسپ اور دیدہ زیب بنایا جائے گا۔ حجم چالیس صفحات پر مشتمل ہوگا۔ محبانِ احمدؑ سے درخواست ہے۔ کہ اس نمبر کو خود خریدیں۔ اور بکثرت تقسیم کریں۔ قیمت فی کاپی ۳/ اور بغرض اشاعت سو کاپی کی قیمت ۶ ہوگی۔ احباب آرڈر دیتے وقت قیمت نقد ارسال فرماویں۔ تمام درخواستیں بنام منیجر اخبار الحکم قادیان ارسال فرمائیں۔

دیہاتی مدرسین کی تحریک

جن دوستوں نے اپنے آپ کو سیدنا حضرت امیر المؤمنین کی فرمودہ تحریک مدرسین برائے دیہات کے ماتحت اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔ لیکن اس وقت تک انٹرویو کے لئے حاضر نہیں ہو سکے۔ یا ابھی تک انہوں نے اپنے آپ کو پیش نہیں کیا۔ وہ بھی جلد اپنے آپ کو حضرت اقدس کے انٹرویو کے لئے پیش کریں۔ اگرچہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ میں اس سکیم کی کافی تشریح کر دی ہے۔ لیکن پھر بھی دوستوں کی آگاہی کے لئے دوبارہ سکیم درج ہے اس سکیم کے ماتحت پیش کرنے والے کو کم از کم مڈل پاس ہونا چاہیئے۔ اور شادی شدہ ہونا بھی ضروری ہے۔ ان کو کچھ عرصہ تک قادیان میں رکھ کر تعلیم دی جائیگی۔ حکمت اور بعض دیگر علوم بھی سکھائے جائیں گے۔ بعد میں ان کو کسی جماعت میں مقرر کر دیا جائیگا۔ جہاں ان کے حالات کے مطابق زمین ۵-۶ گھماؤں تک لے دی جائیگی اور کوئیں کی ضرورت پر اس کا بھی انتظام کرا دیا جائیگا۔ اور ان کو پھر خود کاشت کر کے اپنے گذارہ کی صورت پیدا کرنی ہوگی۔ اور اس کے ساتھ ہی گاؤں کے بچوں کو تعلیم بھی دینی ہوگی۔ اور ان کو زمیندارہ کام کی ٹریننگ بھی دینی ہوگی۔ اسی صورت میں پہلی فصل کی تیاری تک ان کو ۱۵ روپے ماہوار الاؤنس دیا جائیگا۔ بعد میں وہ اپنا گذارہ اسی زمین سے خود ہل چلا کر کریں گے۔ جو دوست اس سکیم کے ماتحت اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیں۔ وہ فوراً اپنے ناموں سے دفتر تحریک کو اطلاع دیں۔ اور انٹرویو کے لئے تشریف لے آئیں۔ کیونکہ بہت جلد تعلیم کا پروگرام شروع ہونے والا ہے۔ ورنہ دیر ہونے کی صورت میں وہ دوسرے دوستوں کے ساتھ جو عنقریب کام شروع کرنے والے ہیں۔ نہیں مل سکیں گے۔ (انچارج تحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریک جدید

کے

احمدیہ مشن ہانگ کانگ کی رپورٹ

مبلغین کی آمد

ہمارے محسن و محبوب آقا سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے تحریک جدید کے ذریعہ تبلیغی جہاد کو وسعت دینے کی غرض سے مشرق بعید کی طرف توجہ مبذول فرمائی۔ تو مئی ۱۹۳۵ء میں سٹریٹ سیٹلمنٹ چین اور جاپان کے لئے چار مجاہدین پر مشتمل ایک قافلہ روانہ فرمایا۔ چین کے لئے جناب صوفی عبدالغفور صاحب بی۔ اے ایسے قابل اور عاشقِ احمدیت مجاہد کا انتخاب ہوا۔ چنانچہ آپ نے آخر مئی ۱۹۳۵ء میں ہانگ کانگ پہنچ کر احمدیہ مشن ہانگ کانگ کا اجراء فرمایا بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا۔ جناب صوفی صاحب نے جس احسن اور مؤثر طریق پر تبلیغی فرائض کو سرانجام دیا۔ میرے پاس الفاظ نہیں۔ کہ اس کا مکمل نقشہ احباب کے سامنے پیش کر سکوں۔

حضرت سلطان القلم

جری اللہ فی حلل الانبیاء کا ادنیٰ خادم ہونے کی برکت سے آپ کے قلم اور زبان میں ایک مخصوص اثر و برکت ہے۔ چنانچہ بعض اخبار نویس تک آپ کے مداح ہو گئے۔ اور بڑے شوق سے آپ کے مضامین اپنے اخبار میں شائع کئے۔ غالباً بعض احباب کو معلوم ہوگا۔ کہ جناب صوفی صاحب احمدی ہونے سے پیشتر سیاسی کشمکش کے نتیجہ میں ہندوستان سے جلاوطنی تک کے مصائب برداشت کر چکے تھے۔ احمدی ہونے کے بعد سیاسی جوش و خروش نے صحیح مذہبی شکل اختیار کی۔ اور وہی پُرجوش تقریریں جو کسی وقت گورنمنٹ کے خلاف ہوا کرتی تھیں۔ اب ہانگ کانگ کی مشہور و معروف سوسائٹیوں اور جلسوں میں اسلام کی تائید میں ہونا شروع ہوئیں علاوہ تبلیغ کے ان تقریروں کا مزید فائدہ یہ ہوا۔ کہ بالکل قلیل عرصہ میں تعلیم یافتہ طبقہ میں آپ کا تعارف بلکہ اچھے تعلقات پیدا ہو گئے۔ جن سے آپ نے اور آپ کے بعد کام کرنے والوں نے فائدہ اٹھایا۔ آپ کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے پانچ سعید روحوں کو احمدی ہونے کا شرف بخشا۔ جناب صوفی صاحب کو اس جہاد کے دوران میں نہایت

کڑی مصیبتوں اور تکلیفوں

کا سامنا کرنا پڑا۔ ایسی تکالیف کہ ہندوستان میں رہتے ہوئے وہم و خیال میں بھی نہ آتی تھیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم نیز اسکی دی ہوئی طاقت سے آپ نے ان سب کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اور نہایت اعلےٰ صبر۔ اخلاص۔ ایمان اور جوش کا نمونہ دکھایا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء فی ھذہ الدنیا والاٰخرۃ۔ اللّٰھم آمین۔ آپ تین سال خدمت اسلام کرنے کے بعد جون ۱۹۳۸ء میں واپس ہندوستان تشریف لے گئے۔

وسط ۱۹۳۶ء میں مولوی عبدالواحد صاحب مولوی فاضل کو حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے چین بھیجا۔ مولوی صاحب نے کنٹن میں قیام شروع کیا۔ جہاں آپ چینی زبان اور ڈاکٹری کا کام سیکھتے رہے۔ اور بوجہ انگریزی اور چینی نہ جاننے کے وہاں ہندوستانی طبقہ میں تبلیغ کرتے رہے۔ ۱۹۳۷ء کے ابتدا میں آپ ہانگ کانگ تشریف لائے۔ اور یہیں سے فروری ۳۹ء میں ½۲ سال خدمت اسلام کے بعد واپس ہندوستان تشریف لے گئے۔

یہ عاجز حسب الارشاد حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اکتوبر ۳۷ء میں ہانگ کانگ پہنچا۔ اور آج تک یہیں خدمت سلسلہ عالیہ احمدیہ میں مصروف ہے۔

اشاعت لٹریچر

۱۹۳۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اجازت سے جناب صوفی عبدالغفور صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشہور و معروف کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا چینی زبان میں ترجمہ شائع کیا۔ جس کی اشاعت اس وقت سے لے کر اب تک ہو رہی ہے۔ علاوہ ازیں جناب صوفی صاحب نے ایک عربی خط عربی دان مولویوں کے لئے نہایت محنت سے تیار کیا۔ جس کی عربی دان طبقہ میں اشاعت ہوئی۔ آپ نے ایک انگریزی ٹریکٹ بھی شائع کیا۔

جنوری ۱۹۳۸ء

میں بڑے سائز کے چار صفحات پر ایک ٹریکٹ بعنوان "احمد آخری زمانہ کا رسول" چار ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا۔ اور اسی سلسلہ میں خاکسار کا ایک انٹرویو بھی یہاں کی مشہور ترین اور سب سے زیادہ اشاعت رکھنے والی اخبار سنڈے ہیرلڈ میں بعنوان 'Ahmad the Warner' معہ فوٹو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام شائع ہوا۔ ٹریکٹ مذکور و انٹرویو کو اللہ تعالےٰ نے کافی تبلیغ کا ذریعہ بنایا۔ امسال جنوری میں ٹریکٹ مذکور کا چینی ترجمہ بھی پانچ ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا۔

اپریل ۱۹۳۹ء

میں ایک 'Booklet' دو ہزار کی تعداد میں The Divine Bugle کے عنوان سے ۲۰ صفحات پر بزبان انگریزی شائع کی ہے۔ نیز ایک ٹریکٹ "قبر مسیح" کے متعلق بھی ۲۰۰۰ کی تعداد میں شائع کیا گیا ہے۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس حقیر محنت کو شرف قبولیت بخش کر ثمر آور بنائے۔ اور ترقی سلسلہ کا ذریعہ بنائے۔

جلسے

میں اوپر ذکر کر چکا ہوں۔ کہ جناب صوفی عبدالغفور صاحب کو لیکچر دینے میں خاص مہارت ہے۔ اور انگریزی زبان پر بھی انہیں کافی قدرت حاصل ہے۔ علاوہ سوسائٹیوں میں لیکچر دینے کے ہم نے علیحدہ طور پر بھی مناسب مواقع پر زیر تبلیغ لوگوں کو مدعو کر کے جلسے کئے۔ جس میں جناب صوفی صاحب کے علاوہ یہاں کے مشہور معروف غیر مسلم لیکچرار اسلام کی خوبیاں بیان کرتے۔ جناب صوفی صاحب کی دجل پاش تقریروں سے عیسائی پادری بہت گھبرائے۔ بعض نے امریکہ میں بڑے بڑے پادریوں کو ہمارے جلسوں اور تقریروں کے متعلق لکھا۔ چنانچہ امریکہ کے بعض بڑے بڑے پادریوں نے بذریعہ خط و کتابت ہمیں مخاطب کیا۔ لیکن مفصل جواب ملنے پر ایسے خاموش ہوئے۔ کہ ہمارے واقف ہی نہ تھے۔ ہر موقع پر گفتگو یا خط و کتابت میں ہم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ میرے متبعین کو ہر قوم پر دلائل و براہانات کے ذریعہ غالب کرے گا۔

خط و کتابت

جناب صوفی صاحب اور آپ کے بعد خاکسار نے خط و کتابت کے ذریعہ بھی تبلیغی سلسلہ جاری رکھا۔ عام طور پر یورپین لوگ خطوط کا جواب بھی دیتے ہیں۔ اس طریق سے کافی لوگوں نے سلسلہ کے لٹریچر کا مطالعہ کیا۔ اور اس کے نتیجہ میں زبانی گفتگو کے مواقع بھی ملتے رہے۔

نو احمدی

میں یہ ذکر کر چکا ہوں۔ کہ جناب صوفی عبدالغفور صاحب کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے پانچ سعید روحوں کو احمدی ہونے کا شرف بخشا۔ اس کے بعد ایک چینی نو احمدی کی بیوی معہ تین بچوں کے عیسائیت کو ترک کر کے داخل احمدیت ہوئی۔ (یہ چینی دوست صوفی صاحب کے ذریعہ احمدی ہوئے تھے) ہاں اس سے پیشتر ایک اور دوست جو احمدیت کو ترک کر چکے تھے۔ اور جن کے متعلق مجھے ایک گجراتی دوست نے اطلاع دی تھی۔ دوبارہ احمدیت میں داخل ہوئے۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے نہایت اعلےٰ درجہ کا اخلاص۔ ایمان اور تقوےٰ اپنے اندر پیدا کیا۔ اور چندوں اور نمازوں میں بھی جماعت کے لئے قابل رشک نمونہ دکھایا۔ ایک اور تاجر دوست نے احمدیت کو قبول کیا۔ لیکن جلدی ہی ہندوستان چلے گئے۔ انہوں نے خلافت جوبلی فنڈ اور مسجد فنڈ میں بھی حصہ لیا۔ اور اب تک احمدیت سے محبت بھرے خطوط مجھے لکھتے رہتے ہیں۔ ایک اور اچھے تعلیم یافتہ نوجوان نے اپریل ۳۹ء میں صداقت احمدیت کو قبول کیا۔ غرض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۱۳ کس نیک بخت اور خوش نصیب لوگوں کو اللہ تعالےٰ نے دامنِ رحمت میں لیتے ہوئے صداقت کا فدائی بنا دیا۔

چندے

جماعت کے افراد بفضل خدا تعالیٰ چندہ عام کے علاوہ طوعی چندوں میں بھی اخلاص سے حصہ لیتے ہیں۔ چنانچہ جوبلی فنڈ میں 227/1/1 روپیہ حصہ لیا گیا۔ اور چندہ تحریک جدید سال چہارم میں -/252 روپے ادا کئے۔ اور چندہ تحریک جدید سال پنجم میں 321 روپے کے وعدے ہیں نو احمدی دوست سن رائز اور الفضل و فاروق کا شوق سے مطالعہ کرتے ہیں۔ اور بعض خود خریدار بھی ہیں۔

مخالفت

حق و صداقت کی مخالفت ابتدائے آفرینش سے ہوتی رہی ہے۔ اور رہتی دنیا تک ہوتی چلی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جائیگی۔ یہاں ہانگ کانگ میں بھی فرزندانِ تاریکی نے احمدیت کی حیا سوز مخالفت کی۔ اور ادنیٰ اخلاق تک کو بھی خیرباد کہہ دیا۔ ایسی کور باطنی۔ سیاہ دلی اور بدبختی کا ثبوت دیا۔ کہ انسان زادوں سے ایسی توقع ہرگز نہیں ہو سکتی۔ میں یہ ذکر کر چکا ہوں۔ کہ اخبار سنڈے ہیرلڈ میں میرا ایک انٹرویو شائع ہؤا۔ اس پر کسی کمینہ اور بداخلاق نے ایڈیٹر اخبار مذکور کو گالیوں سے بھرا ہؤا نہایت ہی گندا خط لکھا۔ نیز اسی قسم کا ایک خط ہمیں بھی ملا۔ جس میں ہمیں اور حضرت مسیح الموعود علیہ السلام کو گالیاں دی گئی تھیں۔ چاند پر تھوکنے کی ناکام کوشش کرنے سے تھوک اپنے منہ پر ہی پڑتا ہے۔ اس بدبخت بے نام و پتہ خط لکھنے والے پر تو یہ بالکل صادق آتا ہے۔ اپنا اور اپنے باپ وکام اور مکان کا پتہ نہ لکھنا اس امر کے مؤید ہیں۔ کہ یہ کوئی آوارہ منش اور مشتبہ سا آدمی ہے۔ کہ جسے اپنا نام ظاہر کرنے میں بھی شرم محسوس ہوتی ہے۔ بہرحال جیسا کہ اس کے خط سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ کوئی ہندوستانی ہے اور اس کا خط پڑھ کر حضرت اقدس مسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہمارا ایمان بڑھ گیا ہے۔ کہ جس ملک کے لوگ اتنے بدتہذیب اتنے بداخلاق اور اتنے غیر متمدن ہیں یقیناً یقیناً اس ملک میں آخری زمانہ کے مصلح اعظم مسیح الموعود و مہدیٔ موعود کے مبعوث ہونے کی بدرجہ اولیٰ ضرورت تھی۔

علاوہ ازیں

پنجابی افسران توپ خانہ

نے ازراہِ شرارت ہمارے احمدی بھائیوں کی جو توپ خانے میں ملازم تھے۔ انتہائی مخالفت کی۔ اور انگریز افسروں کو یہاں تک کہا۔ کہ اگر یہ احمدی یہاں رہے۔ تو فساد اور بغاوت ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ انگریز افسروں نے بھی دور بینی سے کام نہ لیا۔ اور باوجود جماعت احمدیہ کی خدمات کا علم ہو جانے کے ہمارے چاروں بھائیوں کو فوج سے ڈسچارج کر دیا۔ لیکن اس کا ایک فائدہ بھی ہؤا۔ کہ ہمیں انگریز اور ہندوستانی افسروں کے سامنے احمدیت پیش کرنے کے مواقع بھی ملے۔ اور خوب تبلیغ ہوئی۔ مذکورہ احمدی بھائیوں نے نہایت اعلےٰ اخلاص کا نمونہ دکھایا۔ اور اپنے ایمانوں پر ایک مستحکم چٹان کی طرح جمے رہے۔ بلکہ اس مخالفت کے دوران میں ان کی غیرت ایمانی نے ترقی کی دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو اس قربانی کی بہترین جزا دے۔

دشمنانِ حق

مسلمان کہلانے والوں نے یہاں تک اندھا دھند مخالفت کی۔ کہ ایک دفعہ ہم نے سیرت النبیؐ کا جلسہ کیا۔ جس میں کالونی کے مشہور ترین غیر مسلم لیکچراروں نے اسلام کی خوبیاں بیان کیں۔ لیکن دوسرے دن اس جلسہ کے خلاف سرکردہ غیر احمدیوں کی طرف سے اخبار میں نفرت کا ووٹ شائع ہؤا دیکھا گیا۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر دل سے بے اختیار انا للہ و انا الیہ راجعون نکل جاتا ہے۔ ہم نے بفضل تعالےٰ ان کی مخالفت کی کبھی پرواہ نہیں کی۔ اور نہ ہی ہم گھبراتے ہیں۔ بلکہ اول تو ان کی ہدایت کے لئے دعا گو ہیں۔ ورنہ ان کو ایک بزرگ کے الفاظ میں مطلع کرتے ہیں۔ کہ ؎

حق بھی مٹتا ہے مٹانے سے کبھی اے ظالم
خود ہی مٹ جائے گا تو دست و گریباں ہو کر

بالآخر احباب کی خدمت میں عاجزانہ درخواست دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس ملک کو نورِ احمدیت سے وافر حصہ بخشے۔ والسلام

محمد اسحاق مبلغ تحریک جدید ہانگ کانگ

مشن سنگاپور

مولوی غلام حسین صاحب ایاز تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ایک نوجوان عبدالحمید کے متعلق لکھا جا چکا ہے۔ وہ قادیان آنا چاہتا ہے۔ نہایت ہی مخلص احمدی ہے۔ اس کے متعلق اگر اجازت نامہ مل جائے۔ تو اس کا پاسپورٹ تیار ہو سکے۔ ایک اور عرب نوجوان نے کرایہ کا انتظام کر لیا ہے۔ اس کے بہنوئی کو تبلیغ کی۔ امید ہے انشاء اللہ احمدی ہو جائے گا۔ احمدیت کی مخالفت زوروں پر ہے۔

جاپان مشن

مولوی عبدالغفور صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں مسٹر توکیوناگا سے مذہبی گفتگو ہوئی۔ مسٹر تومینا اور مسٹر نیشی کارا کے ہمراہ باہر گیا ہندوستان کی آزادی کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔

نظارت اعلیٰ

کا

سلسلہ احمدیہ کے امراء و پریذیڈنٹ صاحبان جماعتہائے احمدیہ

کی

فوری توجہ کے لئے ضروری اعلان

اللہ تعالےٰ کے فضل سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مالی سال ۳۰ راپریل ۳۹ء کو ختم ہو رہا ہے۔ اور اس سال کی سالانہ رپورٹ کی تیاری شروع ہو چکی ہے۔ اس رپورٹ میں زیر عنوان نظارت علیاء امراء اور پریذیڈنٹ صاحبان کی مساعی کا ذکر بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ ان کی مساعی اور کارگذاری کا ذکر مجملاً نظارت علیاء کی رپورٹ میں آجائے۔ اسلئے میں اس اعلان کے ذریعہ سے تمام پراونشل اور مقامی امراء جماعتہائے احمدیہ اور پریذیڈنٹ صاحبان کی خدمت میں التماس کرتا ہوں۔ کہ وہ مندرجہ ذیل امور کے متعلق رپورٹیں لکھ کر ۱۵ رمئی ۳۹ء سے پہلے روانہ کر دیں۔ یہ رپورٹیں یکم مئی ۳۸ء سے ۳۰ راپریل ۳۹ء کی کارگذاری پر مشتمل ہوں گی۔

(۱) **نظام جماعت**:۔ یعنی کیا خدانخواستہ سال زیر رپورٹ میں جماعت کے شیرازۂ وحدت میں کوئی ابتری تو پیدا نہیں ہوئی۔ اور اگر کوئی ایسا واقعہ ہؤا۔ تو اسکی اصلاح کے لئے کیا کوشش کی گئی۔ اور اس کوشش کا کیا نتیجہ نکلا۔

(۲) **تبلیغی انتظام**:۔ (ا) یعنی غیر احمدیوں اور غیر مسلموں میں تبلیغ کے لئے جماعت نے کیا باقاعدہ انتظام کر رکھا ہے۔ اور آیا اس انتظام کے ماتحت دورانِ سال میں تبلیغ ہوتی رہی ہے۔ اگر کوئی نقص رہا۔ تو امیر یا پریذیڈنٹ مقامی نے اسکی اصلاح کے لئے کیا کوشش کی۔ اور وہ کوشش کن حالات پر منتج ہوئی۔

(ب) سالِ زیر رپورٹ میں نومبائعین کی تعداد کیا ہے۔

(۳) **تعلیم و تربیت**:۔ (ا) جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے کیا خاص انتظام ہے۔ آیا مقامی امیر یا پریذیڈنٹ صاحب نے قرآن کریم اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کتب حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا درس خود جاری رکھا۔ یا کسی اور دوست سے جاری رکھوایا۔

(ب) مقامی جماعت میں ان پڑھ مردوں۔ عورتوں۔ لڑکوں اور لڑکیوں کی جدا جدا کیا تعداد ہے۔ اور مقامی امیر یا پریذیڈنٹ صاحب نے ان کی کم از کم اتنی تعلیم کے لئے کیا انتظام کیا۔ کہ جسے جاری رکھنے سے وہ آہستہ آہستہ اور بتدریج سلسلہ کی اخبارات و رسائل اور کتب کو خود پڑھ سکیں اور سمجھ سکیں۔

(ج) اگر کوئی ایسا انتظام نہیں کیا گیا۔ تو کیا مقامی امیر یا پریذیڈنٹ صاحب اس امر کا وعدہ کرتے ہیں۔ کہ آئندہ سال بذریعہ آنریری کارکنان وہ ایسا انتظام کرنے کی پوری کوشش کرینگے۔ خواہ وہ انتظام حالات کے ماتحت کتنا ہی چھوٹے پیمانے پر ہو۔

(۴) **تعمیل فیصلہ جات**:۔ مجلس مشاورت ۳۸ء میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے بمشورہ نمائندگانِ مجلس مشاورت یہ فیصلہ فرمادیا تھا۔ کہ سال ۳۸-۳۹ء میں جماعت احمدیہ (ا) پندرہ ہزار چندہ خاص اور (ب) پچیس ہزار چندہ جلسہ سالانہ جمع کرے۔

پس اب مقامی امیر یا پریذیڈنٹ صاحب تبائیں۔ کہ ان کی جماعت کا (ا) بجٹ چندہ خاص کیا تھا۔ اور وصول کس قدر ہؤا۔ (ب) بجٹ جلسہ سالانہ کیا تھا۔ اور وصول کس قدر ہؤا۔ ہر دو مدات کی بقایا کی صورت میں یہ بھی لکھیں۔ کہ اسکی وصولی کے لئے کیا کوشش کی گئی۔ یا کی جا رہی ہے۔

(۵) **رفاہِ عام**:۔ مقامی امیر یا پریذیڈنٹ صاحب اس امر کے متعلق بھی رپورٹ کریں۔ کہ ان کی جماعت نے دورانِ سال میں کوئی ایسا کام بھی کیا۔ جو بلا امتیاز ہر مذہب و ملت کے لئے مفید ہو۔ اگر کوئی ایسی مثال ہو۔ تو رپورٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں پیش کی جائے۔ خواہ وہ مثال کسی ایک فرد سے تعلق رکھتی ہو۔ یا کسی جماعت سے

(۶) **لجنہ اماء اللہ**:۔ کیا آپ کی جماعت میں لجنہ اماء اللہ قائم ہے۔ اگر ہے۔ تو اسکی کارگذاری کی رپورٹ علیحدہ لکھوا کر اپنی رپورٹ کے ساتھ ارسال کریں۔

(۷) **خدام الاحمدیہ**:۔ (ا) کیا آپ کی جماعت میں مجلس خدام الاحمدیہ قائم ہے۔ اگر قائم ہے۔ تو اس کے ممبروں کی تعداد کیا ہے۔ اور ان کے کام کی رپورٹ بھی ان سے لکھوا کر اپنی رپورٹ کے ساتھ ارسال کریں۔

(ب) اگر ابھی تک ایسی کوئی مجلس قائم نہیں۔ تو کیا آپ آئندہ سال اس کے قیام کے لئے وعدہ کرتے ہیں۔

(۸) **رسائل واخبارات**:۔ کون سے مرکزی رسائل و اخبارات آپ کی جماعت میں آتے ہیں۔ اور کتنی کتنی تعداد میں۔ اور کیا اس امر کی گنجائش نہیں ہے۔ کہ آپ مزید خریدار ان کے لئے مقامی جماعت سے پیدا کریں۔

(۹) **اہم واقعات**:۔ دوران سال میں مقامی جماعت میں یا اس کے گردو پیش میں کوئی اہم واقعہ ہؤا ہو۔ جس کا تعلق کسی نہ کسی رنگ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ سے ہو۔ تو اسے بھی رپورٹ میں درج فرمایا جائے۔ (ناظر اعلیٰ)

مرکزی مجلس خدام الاحمدیہ کے لئے فاروق کی خاص رعایت

"فاروق" اخبار چونکہ خدا کے فضل سے زیر سرپرستی حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نئے پروگرام نئے نظام تجویز فرمودہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ماتحت شائع ہوتا ہے۔ اور حضور نے فاروق کو تحریک جدید کا بلیٹین قرار دیا ہے۔ اسلئے مجلس خدام الاحمدیہ کے ممبران کو جو کہ تحریک جدید کا ایک شعبہ ہے۔ میں فاروق کو صرف ۸؍ سالانہ پر دینا چاہتا ہوں۔ پس جو دوست خدام الاحمدیہ کے سکرٹری صاحب کی تصدیق سے اپنا ممبر خدام ہونا لکھوا کر لائیں گے۔ ان کو مئی ۳۹ء سے ۸؍ سالانہ پیشگی ادا کرنے پر فاروق سال بھر ملتا رہے گا۔ بشرطیکہ وہ دفتر فاروق سے آکر ہر ہفتہ اپنا پرچہ لے لیا کریں۔ یا ۸؍ زائد دینے پر ان کے گھر پہنچ جایا کریگا۔ امید ہے کہ ممبران خدام الاحمدیہ اس خاص رعایت سے پورا فائدہ اٹھا کر مستفید ہوں گے۔ (منیجر فاروق)

اصلاحِ نسواں:۔ "نرالی خرید" سبق آموز ڈرامہ

(از شیخ محمد بشیر آزاد جرنلسٹ انبالوی۔ مرید کے۔ ضلع شیخوپورہ)
(خاص فاروق کے لئے)

افرادِ ڈرامہ:۔

کریم:۔ منیاری فروش (پھیری والا)
رشیدہ۔ نور بی بی۔ رابعہ۔ سراج بیگم — ایک محلہ کی چند امیر اور آپس میں رشتہ دار عورتیں خریدار
عبداللہ۔ حساب کرنیوالا۔ (عقل کا بدھو)
انور۔ نصیحت کرنے والا۔
چند چھوٹے چھوٹے بچے۔ وقت دوپہر۔

"پہلا سین"

(ایک کوچہ جس میں خوبصورت اور پختہ مکانات بنے ہوئے ہیں۔ مکانوں کے دروازے شرقاً غرباً اور گلی شمالاً جنوباً ہے۔ چند دروازوں پر چلمنیں پڑی ہوئی ہیں۔ کوچہ سنسان ہے۔ کریم پھیری والا اس کوچہ میں شمال کی طرف سے داخل ہوتا ہے۔ اور چند قدم کے بعد صدا دیتا ہے)

کریم:۔ لیس ..... کنگری ..... فیتہ ..... کنگری فیتہ لیس ..... ڈوری ......

ایک عورت۔ بھائی کنگری فیتے والے .... کنگری والے بھائی ..... یہاں آنا۔

کریم۔ جی ..... آیا بہن جی ..... ہاں بہن جی۔

عورت۔ تیرے پاس کیا کیا ہے؟

کریم۔ بہن جی۔ میرے پاس کنگری فیتہ۔ لیس ڈوری ..... اور یہ تین ٹکڑے مورو کین کے ہیں۔

عورت۔ ذرا مجھے یہ مورو کین کے ٹکڑے تو دکھاؤ۔

کریم۔ یہ لو بہن جی۔ ان میں ایک ٹکڑا ڈو گز کا ہے۔ اور ایک $1\frac{1}{2}$ گز کا اور ایک $\frac{1}{2}$ گز کا ہے

عورت۔ اچھا۔ یہ تو دیکھ لیے۔ اب لیس۔ کنگری۔ فیتہ اور ڈوری وغیرہ دکھاؤ

کریم۔ یہ لو بہن جی۔ لیس۔ فیتہ اور کنگری۔

عورت۔ اچھا۔ یہ بھی دیکھ لئے۔ اب ان کا بھاؤ بتاؤ۔ اور ہاں یہ جو مورا کین کے ٹکڑے ہیں۔ ان کا کیا بھاؤ ہے؟

کریم۔ بہن جی بھاؤ کیا دریافت کرتی ہو۔ میرے پاس جو یہ کنگری۔ فیتہ اور لیس وغیرہ ہے۔ یہ بہت عمدہ اور اعلےٰ ہے۔ اس کا رنگ پکا اور دلفریب ہے۔ میں نے یہ مال تقریباً ایک ہزار روپے کا بمبئی سے اکٹھا ہی منگوایا تھا۔ اسکی پسندیدگی کا یہ حال ہؤا۔ کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی تمام مال فروخت کر چکا ہوں۔ صرف یہ تھوڑا سا سودا بچ گیا ہے۔ سو آج ہی امید ہے۔ کہ فروخت ہو جائے گا۔ خدا کے فضل سے میں جس قصبہ اور شہر میں گیا۔ وہاں کی مستورات نے میرا مال ہاتھوں ہاتھ خریدا۔ اب تو یہ ارادہ ہے۔ کہ تمام سودا اکٹھا ہی فروخت کر کے اپنے وطن واپس چلا جاؤں۔

عورت۔ بھائی:.... اگر کوئی تمام سودا اکٹھا نہ خریدنا چاہے۔

کریم۔ بہن جی! یہ ہے ہی کتنا سودا؟ بخدا سچ کہتا ہوں۔ کہ مجھ سے بعض بعض بیبیوں نے اس سے بھی زیادہ سودا خرید کیا ہے

عورت۔ ہاں .... مگر .... بھاؤ تو بتلایا ہی نہیں۔ پہلے بھاؤ تو بتاؤ۔ پھر دیکھا جائیگا۔

کریم۔ بہن جی! بھاؤ کیا بتاؤں۔ کوئی روپے گز تو ہے ہی نہیں۔ تھوڑا سا سودا ہے۔ لے لو جو مرضی ہو۔ دے دینا۔ میں پردیس سے گھبرا گیا ہوں۔ طبیعت نہیں لگتی۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ یہ مال فروخت کرتے ہی واپس چلا جاؤں۔

عورت۔ پھر بھی بھاؤ تو بتاؤ!

کریم۔ بہن جی۔ اگر سچ مانو۔ تو میں یہ سودا بہت مہنگا فروخت کرتا رہا ہوں۔ مگر اب میرا ارادہ ہے۔ کہ جو بھی تمام سودا اکٹھا خریدے گا۔ اس کو بہت رعایت کر دونگا۔ یہ لیس۔ کنگری۔ فیتہ اور مورو کین کے ٹکڑے بھی ساتھ ہی صرف پانچ پیسے گز کے حساب دے دوں گا۔

عورت۔ ہائیں .... بھائی .... اس بھاؤ سے تو ہم بازار سے بھی یہ چیزیں منگوا سکتی ہیں پھر تم نے رعایت کیا کی؟

کریم۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ بازار سے پانچ پیسے گز ایسی چیزیں مل جاتی ہونگی۔ مگر میں شرط لگاتا ہوں۔ کہ وہ سودا ایسا عمدہ و اعلےٰ ہرگز نہ ہوگا۔ پانچوں انگلیاں خدا نے یکساں نہیں بنائیں۔ اور پھر یہ مورو کین کے تین ٹکڑے بھی تو ساتھ ہی ہیں۔ یہ بھی تو پانچ پیسے گز ہیں۔

عورت۔ نہیں بھائی صاحب! اول تو مجھے یہ نرخ منظور نہیں ہے۔ دوسرے میں اکیلی یہ تمام سودا نہیں خرید سکتی۔ ہاں اگر کچھ رعایت کرو۔ تو میں صرف کنگری فیتہ اور لیس خرید لوں گی۔

کریم۔ نہیں بہن جی۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا میں نے پہلے ہی عرض کر دیا تھا۔ کہ میں یہ تمام سودا جس کو بھی دونگا۔ اکٹھا ہی دونگا۔

عورت۔ اور اگر کسی کو تمام سودے کی ضرورت نہ ہو۔ .... تو پھر .....

کریم۔ تمام سودا ہے ہی کتنا؟ کوئی سو پچاس روپے کا تو ہے ہی نہیں۔ یہی پانچ دس روپے کا ہوگا۔ ایسی چیزوں کی گھر بھی اکثر روزانہ ضرورت رہتی ہے اور اتنا سستا اور عمدہ مال ہر روز نہیں ملا کرتا۔ میں نہیں معلوم کس خیال سے یہ مال لٹا رہا ہوں۔ خدا کا فضل ہے۔ تمہیں کسی چیز کی کمی نہیں۔ خرید لو۔

عورت۔ نہ بھائی۔ میں تمام سودا تو نہیں خرید سکتی۔

کریم۔ اچھا بہن جی۔ میں زیادہ اصرار نہیں کرتا۔ آپ کی مرضی۔ اچھا جی سلام۔

عورت۔ (خود بخود) چلا گیا! آہ! کتنی خوبصورت و اعلےٰ تھی لیس اور مورو کین کے ٹکڑے بھی پانچ پیسے گز ..... افسوس ..... اگر وہ کمبخت تھوڑا سودا دے دیتا۔ تو اس کا کچھ حرج نہ تھا۔ .... اچھا میں مامی صاحبہ کے ہاں جاتی ہوں۔ وہیں سراج بھی ہو گی۔ اگر وہ بھی شامل ہو گئیں۔ تو شائد کام بن جائے۔ اور تمام سودا ہی کر لیں۔

دوسرا سین:۔

وُہی کوچہ!

(ایک مکان کی بیٹھک۔ دروازہ پر چک پڑی ہوئی ہے۔ کمرہ سے عورتوں کے گفتگو کرنے کی آواز آتی ہے۔ نور بیگم چک اٹھا کر بیٹھک میں داخل ہوتی ہے)

نور۔ اف! کتنی گرمی ہے ..... مامی جی!

رابعہ۔ آؤ! نور یہاں بیٹھ جاؤ .... رشیدہ ذرا پرے ہو جاؤ۔

رشیدہ۔ سناؤ کوئی بات چیت؟

نور۔ کیا بات سناؤں۔ ابھی ابھی ایک پھیری والا آیا تھا۔ اس کے پاس کنگری۔ فیتہ۔ لیس۔ ڈوری وغیرہ تھی۔ میری صلاح تھی۔ کہ میں تھوڑی سی کنگری اور لیس۔ فیتہ لونگی۔ مگر ....

رشیدہ۔ مگر پسند نہیں آیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور۔ نہیں۔ یہ بات نہیں۔ پسند تو آگیا تھا۔ لیکن...

رشیدہ۔ بھاؤ نہیں بنا!

نور۔ بھاؤ بھی طے ہو گیا ہوتا۔ اگر وہ سودا دینے پر رضامند ہوتا!!

رابعہ۔ سودا پسند بھی آگیا۔ بھاؤ کا بھی کوئی جھگڑا نہیں تھا۔ تو پھر نہ لینے کی کیا وجہ؟

نور۔ بتا تو رہی تھی۔ تم نے درمیان میں ہی ٹوکنا شروع کر دیا۔

رشیدہ۔ اچھا ہم سنتی ہیں۔ وجہ بتاؤ؟

نور۔ پھیری والا کہتا تھا۔ کہ میں نے سارا سودا اکٹھا ہی فروخت کرنا ہے۔

سراج بیگم۔ سارا سودا اکٹھا ہی فروخت کرنے کو کہتا تھا۔

نور۔ ہاں تمام سودا کہتا تھا۔ کہ جس کو بھی دوں گا۔ اکٹھا ہی دوں گا۔

رشیدہ۔ سارا سامان اندازاً کتنا تھا۔

نور۔ سامان تو کچھ زیادہ نہ تھا۔ تھوڑا ہی تھا۔

رابعہ۔ وہ سودا ویسے کیسا تھا؟

نور۔ کنگری۔ فیتہ۔ لیس وغیرہ بہت ہی اچھی تھی۔ پکے اور اعلےٰ درجہ کے خوبصورت رنگ تھے...... اور ہاں یہ تو مجھے بتانا یاد ہی نہیں رہا۔ کہ اس کے پاس تین مورو کین کے ٹکڑے بھی تھے۔ اور......

رشیدہ۔ وہ کس بھاؤ دیتا تھا؟

نور۔ ان کا بھاؤ کوئی الگ تو نہیں مانگتا تھا۔ بلکہ وہ بھی کنگری فیتہ کے حساب سے ہی دیتا تھا۔

رابعہ۔ بھاؤ کیا کہا تھا اُس نے؟

نور۔ بھاؤ تو کچھ زیادہ نہیں تھا۔ سب سودا صرف پانچ پیسے گز دیتا تھا۔ مورو کین کے تینوں ٹکڑے بھی پانچ پیسے ہی گز! رشیدہ وہ جو مورو کین اس دن عطاء اللہ کا ابا عمر گز بازار سے لایا تھا۔ بس ویسی ہی پھیری والے کے پاس ہے۔ بلکہ ایک ٹکڑا تو بہت ہی خوبصورت اور اعلےٰ ہے۔

سراج بیگم۔ آہ! کتنا سستا سودا تھا۔ مگر تو نے خریدا ہی نہیں!

نور۔ بتا تو رہی ہوں۔ کہ کیوں نہ خریدا۔ باقی رہا سستے کا سوال تو یہ مجھے بھی علم تھا۔ مگر کرتی کیا۔ وہ کہتا تھا۔ کہ تمام سودا دینا ہی اکٹھا ہے۔

رابعہ۔ پھر اب کیا کیا جائے۔

نور۔ ایک تجویز ہے تو سہی۔

سب۔ وہ کیا؟ جلد بتاؤ۔

نور۔ اگر ہم اُس تجویز پر عمل کریں۔ تو حسب منشاء سودا حاصل کر سکتی ہیں۔

رشیدہ۔ کس طرح؟

نور۔ وہ تجویز یہ ہے۔ کہ ہم سب مل کر پھیری والے سے تمام سودا ہی خرید لیں۔ اور بعدہٗ آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیں۔

رابعہ۔ تجویز بہت عمدہ ہے۔ میں اسکو پسند کرتی ہیں۔ اور بخوشی شامل ہونے کو تیار ہوں۔

رشیدہ۔ میں بھی شامل ہو جاؤں گی۔

سراج بیگم۔ مجھے ایسے سودے کی کوئی خاص ضرورت تو نہیں۔ مگر......

نور۔ کیا کہا؟ ضرورت نہیں۔ ہم سب شامل ہوں گی۔ اور تو شامل نہ ہو گی؟

سراج بیگم۔ میں کب کہتی ہوں۔ کہ شامل نہ ہوؤنگی۔ میں نے تو یہ کہا ہے۔ کہ اس وقت مجھے ضرورت تو نہیں۔ مگر میں بھی شامل ہو جاتی ہوں۔

نور۔ اچھا۔ اب کنگری والے کو کس طرح بلایا جائے۔

رشیدہ۔ کیوں؟ کیا وہ چلا گیا ہے؟

نور۔ ہاں وہ چلا گیا ہے۔ جب میں نے تمام سودا لینے سے انکار کیا۔ تو وہ چلا گیا۔

رشیدہ۔ اچھا! میں تو یہ سمجھی تھی۔ کہ شاید وہ ابھی تک گلی میں بیٹھا ہے۔

نور۔ نہیں۔ وہ تو اسی وقت چلا گیا تھا۔ آہ! قسم خدا کی بہت ہی اعلےٰ اور سستا سودا تھا۔ مورو کین کے ٹکڑے بھی پانچ پیسے گز!!

سراج بیگم۔ نور! سعیدہ کہاں ہے۔ اسکو کہو۔ کہ باہر جا کر کہیں ادھر اُدھر تلاش کر کے پھیری والے کو بلا لائے۔

نور۔ وہ گھر ہی ہے۔ میں بلاتی ہوں۔ سعیدہ! سعیدہ!!

سعیدہ۔ ہاں اماں جی۔ آئی! ..... ہاں جی!

نور۔ ادھر آ! سن۔ وہ جو پھیری والا ابھی ابھی یہاں ہماری گلی میں آیا تھا۔

سعیدہ۔ ہاں۔ ہاں۔ جس کے پاس کنگری فیتہ۔ لیس اور مورو کین کے ٹکڑے تھے۔

نور۔ ہاں! ہاں! وہی۔

سعیدہ۔ وہ تو اسی وقت چلا گیا تھا۔

نور۔ یہ تو مجھے بھی معلوم ہے۔ کہ وہ چلا گیا تھا۔ مگر اب جا کر اسکو بلا لا۔

سعیدہ۔ میں کہاں سے بلا لاؤں؟ خدا معلوم کہ وہ کہاں ہو گا۔

نور۔ یہیں کہیں ہو گا۔ اسکو تلاش کر کے یہاں لے آ۔

سعیدہ۔ اچھا جاتی ہوں۔ اگر کہیں مل گیا۔ تو لے آؤنگی۔

نور۔ جا پھر جلدی کر..... ہاں سن تو..... اگر وہ پھیری والا مل جائے۔ تو اسکو کہنا۔ کہ ہم تیرا سارا سودا ہی خرید لیں گی۔ اور ساتھ لے کر آنا۔ مگر یہ بھی دیکھ لینا۔ کہ کہیں تیرا ابا نہ دیکھ لے۔

سعیدہ۔ بہت اچھا۔ اماں جی۔

تیسرا سین

(وہی کوچہ۔ دوپہر ڈھل چکی ہے۔ مغربی دیوار کے ساتھ ساتھ سایہ ہے)

رابعہ۔ ابھی تک سعیدہ آئی نہیں۔ خدا معلوم کہ اسکو پھیری والا ملا ہے۔ کہ نہیں۔

رشیدہ۔ آجاتی ہے۔ ابھی کوئی زیادہ دیر تو نہیں ہوئی۔

نور۔ سودا بہت اچھا اور سستا تھا۔ کہیں فروخت ہی نہ کر بیٹھا ہو۔

رابعہ۔ اچھا ہماری قسمت!

(کوچہ میں سے آواز آتی ہے)

سعیدہ۔ بھائی کنگری والے یہاں سائے میں بیٹھ جا۔

پھیری والا۔ اچھا بیٹی۔ جا۔ جا کر بی بی جی کو کہہ دے۔ کہ کنگری فیتے والا آگیا ہے۔

سعیدہ۔ اماں جی۔ پھیری والا آگیا ہے۔

نور۔ کہاں ہے؟

سعیدہ۔ باہر گلی میں بیٹھا ہے۔

نور۔ بھائی کنگری والے ذرا اور آگے آجاؤ۔

کریم۔ اچھا بہن جی۔

نور۔ ذرا وہ مورو کین کے ٹکڑے تو دکھاؤ۔

کریم۔ بہن جی۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا۔ کہ میں ایک چیز اکیلی ہرگز فروخت نہ ......

نور۔ تو ہم کب کہتی ہیں۔ کہ ایک ایک چیز فروخت کرو۔ ہم تو سارا سودا ہی خرید لینگی۔ مگر دکھا تو دو۔

کریم۔ لو دیکھو! دیکھنے کا کیا ڈر ہے۔ بلکہ میں تو خود کہتا ہوں۔ کہ میرا تمام سودا اچھی طرح دیکھو۔ ایسا عمدہ اور اعلےٰ سودا آپ کو کہیں سے نہیں مل سکتا۔

نور۔ رشیدہ لے دیکھ یہ تین ٹکڑے مورو کین کے ہیں۔

رشیدہ۔ واقعی یہ بہت اچھے اور اعلےٰ ہیں۔ اور یہ ٹکڑا تو بہت ہی اعلےٰ ہے۔ مگر....

نور۔ کیوں کیا ہے؟

رشیدہ۔ یہ تو صرف ڈیڑھ گز ہے

نور۔ میں نے تو پہلے ہی کہا تھا۔ کہ مورو کین کا ایک ٹکڑا آدھ گز ہے۔ ایک ڈیڑھ گز ہے۔ اور تیسرا ٹکڑا دو گز ہے۔ اور جو تم نے پسند کیا ہے۔ اس سے عطاء اللہ کا فراک بخوبی بن سکتا ہے۔

رشیدہ۔ ہاں..... شاید..... بن ہی جائے۔

رابعہ۔ میں اس ٹکڑے کے رومال بناؤں گی۔ بہت خوبصورت بنینگے۔

سراج بیگم۔ میں اس ٹکڑے سے ستارہ کا فراک بناؤں گی۔

نور۔ بھائی کنگری والے ہمیں بالکل ٹھیک ٹھیک نرخ بتاؤ۔ کہ کیا لوگے۔

کریم۔ بہن جی! میں نے تو پہلے ہی بالکل درست اور رعایتی نرخ بتلایا تھا۔ اب اس سے کم نہ ہو گا۔ دیکھو یہ لیس بازار سے ۳ ر گز ملتی ہے۔ اور یہ لیس ۲ ر گز سے کم نہیں ملتی۔ یہ فیتہ ۱ ر گز سے کم نہیں ملتا۔ خدا کی قسم ایسا اچھا اور سستا سودا تمہیں عمر بھر پھر نہ ملے گا..... اور ہاں یہ جو مورو کین کے ٹکڑے ہیں۔ یہ بازار سے روپیہ سوا روپیہ گز سے کم نہیں ملتی۔ مگر میں نے یہ بھی آپ کو پانچ پیسے گز ہی دینے ہیں۔

رابعہ۔ یہ سب سچ سہی۔ مگر غور تو کرو۔ کہ ہم تمام سودا خرید لیں گی۔ اسلئے کچھ نہ کچھ رعایت تو ضرور کرنی پڑے گی۔ یہ ڈوری بھی تو اسی سودے میں ہے۔ یہ بھی تو ہمیں اسی بھاؤ سے لینی پڑے گی۔

کریم۔ اجی اس کا ذکر ہی کیا۔ یہ تو بہت تھوڑی سی ہے۔ باقی چیزیں تو رعایت ہی ہیں۔

رشیدہ۔ خواہ رعایت ہی ہوں۔ مگر پھر بھی اور رعایت ضرور کرنی ہو گی۔

کریم۔ اچھا بہن جی! جو کہو رعایت کر دیتا ہوں۔

نور۔ ہم تمام سودا لے لیتی ہیں۔ تین پیسے گز کا حساب لگا لو۔

کریم۔ واہ! بہن جی۔ اچھا انصاف کیا ہے۔ تین پیسے گز! کوئی چوری کا مال ہے۔ کہ لٹا دوں۔

رابعہ۔ بھائی۔ ایسی ضد ٹھیک نہیں ہوتی۔ ہم کب کہتی ہیں۔ کہ یہ چوری کا مال ہے۔ ہم نے تو یہ کہا ہے۔ کہ تمہارا تمام سودے کا نرخ ہو رہا ہے۔ کچھ رعایت کر دو۔ چلو میں فیصلہ کر دیتی ہوں۔ نہ تمہارے پانچ پیسے اور نہ ان کے تین پیسے۔ بلکہ چار پیسے گز کے حساب سے سودا دے دو۔

کریم۔ مجھے وارہ تو نہیں کھاتا۔ مگر خیر۔ اب تمہاری بات رد بھی نہیں کر سکتا۔ ورنہ خدا شاہد ہے۔ کہ اس بھاؤ تو مجھے بھی سودا نہیں پڑتا۔

لو پہلے میں لیس گز سے ناپتا ہوں۔ بعدہٗ دیگر چیزیں ناپوں گا۔

سراج بیگم۔ میرا خیال ہے۔ کہ عطاء اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ابا کو بلالیا جائے۔ تاکہ وہ ہمیں اچھی طرح حساب وغیرہ سمجھا دے۔

نور۔ توبہ! توبہ!! میں تو انہیں بلانے کی ہرگز رائے نہیں دیتی۔

رشیدہ۔ کیوں؟

نور۔ تمہیں نہیں علم۔ کہ وہ ایسی باتوں کو بالکل پسند نہیں کرتا۔ بلکہ ناراض ہوتا ہے۔

رابعہ۔ تو پھر عبداللہ کو ہی بلالو۔

رشیدہ۔ اسے بلالیں۔ مگر وہ عقل کا بدھو ہی ہے۔

نور۔ یہاں بڑا عقل کا کام کرنا ہے۔ ذرا حساب ہی تو کرنا ہے۔

سراج بیگم۔ اچھا تو پھر جلد جلد کیوں نہیں لیتیں۔

نور۔ جا سعیدہ جاکر عبداللہ کو بلالا۔

چوتھا سین

(تھوڑے عرصے بعد)

کریم۔ یہ لو بہن جی۔ ۷۵ گز لیس۔ پچاس گز فیتہ ۔ ۸۲ گز کنگری۔ اور نوے گز ڈوری ہوئی ہے...... اور...... یہ تین مورو کین کے ٹکڑے ہیں۔

نور۔ یہ کل کتنے گز ہوا...... عبداللہ تو کیا کر رہا ہے۔ حساب کیوں نہیں کرتا۔

عبداللہ۔ بھائی کریم۔ مجھے لکھاؤ۔ کہ کتنا سودا ہے۔

کریم۔ سنو۔ لکھو۔ ۷۵ گز لیس ۵۰ گز فیتہ ۸۲ گز کنگری ۹۰ گز ڈوری اور یہ تین ٹکڑے مورو کین کے ہیں۔

عبداللہ۔ یہ کل چار سو گز سودا ہوا۔... بھاؤ کیا طے ہوا ہے؟

کریم۔ اجی بھاؤ کیا طے ہونا تھا۔ میرے پاس سودا ہی کتنا تھا۔ بس یہ کل سودا تھا۔ جو دے دیا۔ دراصل میری طبیعت پردیس سے گھبرا گئی ہے۔ اسی لئے تمام سودا اکٹھا ہی دے دیا ہے۔ میں یہ چیزیں دیگر قصبوں میں تو بہت مہنگی فروخت کرتا رہا ہوں۔ مگر اب تو میں نے یہ مال لٹا دیا ہے۔

عبداللہ۔ پھر بھی بھاؤ کیا طے ہوا ہے۔

کریم۔ بھائی صاحب! یہ تمام سودا ایک آنہ گز کے حساب سے دیا ہے۔ لٹا دیا ہے۔ یہ مورو کین بازار سے ایک روپیہ گز سے کم نہیں ملتی......

عبداللہ۔ ایک آنہ گز کے حساب سے چار سو گز کی قیمت پچیس روپے ہوئے۔

نور۔ پچیس روپے!!!

عبداللہ۔ ہاں پورے پچیس روپے۔

نور۔ اُف۔ خدایا۔ کتنی زیادہ قیمت بن گئی ہے۔

کریم۔ بی بی جی۔ حساب میں کسی کا کیا عذر ہو سکتا ہے۔

رابعہ۔ اچھا یہ تو بتاؤ۔ کہ میرے حصے میں کتنے روپے آتے ہیں۔

سراج بیگم۔ ہمارا سب کا حصہ برابر کا ہے۔ جتنے روپے اوروں کے حصے میں آئینگے۔ اتنے روپے ہی تیرے حصہ میں آئیں گے۔

رابعہ۔ یہ تو مجھے بھی پتہ ہے۔ کہ ہمارا سب کا حصہ یکساں ہے۔ لیکن میں تو یہ دریافت کرتی ہوں۔ کہ آخر مجھے کتنے روپے دینے ہوں گے۔

نور۔ عبداللہ! تُو کیا کر رہا ہے۔ بدھوؤں کی طرح بیٹھا ہوا ہے۔ حساب کرکے کیوں نہیں بتاتا۔ کہ ہر ایک کے حصے میں کتنے روپے آتے ہیں۔

عبداللہ۔ مجھے کسی نے کہا بھی ہے؟ اس تمام سودے میں کتنے حصہ دار ہیں۔

نور۔ ہم چاروں۔ اور کون ہوگا۔

عبداللہ۔ یہ تو پھر سیدھا حساب ہے۔ کہ اگر چوبیس روپے ہوتے۔ تو ہر ایک کے حصہ میں چھ چھ روپے آتے۔ اب ایک روپیہ زیادہ ہے۔ لہٰذا یہ چار چار آنے زیادہ ہوگئے۔

رشیدہ۔ بھائی کنگری والے ہمیں ایک روپیہ چھوڑ دو۔ باقی روپے ہم اکٹھے کرکے دے دیتی ہیں۔

کریم۔ نہیں بہن جی۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ حساب میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ اس طرح اگر ہم ہر ایک سودے میں روپے چھوڑنے لگیں۔ تو پھر وہ دن دُور نہیں۔ کہ لوگ ہم سے سودا خرید کے قیمت ہی ادا نہ کیا کریں گے۔

رابعہ۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کوئی شخص بھی کسی سے سودا خرید کر اسکی قیمت نہیں رکھ سکتا۔ ابھی تھوڑے عرصے کا ذکر ہے۔ کہ میں نے ایک پھیری والے سے دو کھیس "بلبل چشم" خریدے تھے۔ پھیری والے نے پہلے ان کی قیمت تیرہ روپے بتلائی تھی۔ مگر میں نے اسی سے ایک روپیہ چھوڑا لیا تھا۔ اور وہ دونوں کھیس صرف بارہ روپے میں دے گئے تھے۔

کریم۔ یہ سچ ہوگا۔ اس پھیری والے نے پہلے ہی دو تین روپے زیادہ قیمت مانگ لی ہوگی اور پھر ایک روپیہ چھوڑ دیا۔ مگر میں نے تو پہلے ہی بہت رعایت سے مال دیا ہے۔ میں کس طرح ایک روپیہ چھوڑ دوں۔

نور۔ بھائی۔ تُو تو بہت ضدی معلوم ہوتا ہے اس پھیری والے نے تیرہ روپوں میں سے ایک روپیہ چھوڑ کر بارہ روپے لے لیئے۔ اور تُو پچیس روپے میں سے ایک روپیہ نہیں چھوڑتا۔

کریم۔ یہ تو وارہ کھانے کی بات ہے۔ وارہ نہ کھائے۔ تو کس طرح روپیہ چھوڑ سکتا ہوں کیا میں مال لٹا دوں۔ بی بی جی! میں بھی بال بچوں والا ہوں۔ دو روٹی کے واسطے اس طرح پردیس میں مارا مارا پھر رہا ہوں۔

رابعہ۔ اچھا اگر وارہ نہیں کھاتا۔ تو نہ سہی اٹھالو اپنا تمام سودا۔ ہمیں بھی وارہ نہیں کھاتا۔

کریم۔ اگر وارہ نہیں کھاتا تھا۔ تو پہلے کیوں نہ سوچا۔ اس طرح کسی پردیسی کو تنگ کرنا اچھا نہیں۔

نور۔ ہم نے پچیس روپے کا سودا خریدا ہے۔ اگر ایک روپیہ رعایت کردوگے۔ تو کیا ہو جائے گا۔

کریم۔ میں کس طرح رعایت کردوں۔ پہلے کیا تھوڑی رعایت کی ہے۔ پہلے ہی بہت نقصان ہؤا ہے۔

رشیدہ۔ نقصان ہؤا ہے۔ یا مصیبت سے چھٹکارا پایا ہے۔

کریم۔ مصیبت کیسی؟ ہمارا تو کام ہی یہی ہے...... اچھا اگر تمہارا زیادہ اسرار ہے۔ تو میں ۸ر چھوڑ دیتا ہوں۔

رابعہ۔ آٹھ آنے نہیں۔ بلکہ پورا روپیہ ہی چھوڑنا پڑے گا۔

کریم۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ انصاف جو تمہارے ہاتھ ہے۔

رابعہ۔ نورا! لاؤ روپے۔ اسے چوبیس روپے اکٹھے کرکے دے دو۔

نور۔ پرسوں شریف کے ابا نے مجھے ایک دس روپے کا نوٹ دیا تھا۔ کہ اس کو سنبھال کر رکھ دینا۔ یہ کسی کی امانت ہے۔ میرے پاس تو اس وقت وہی ہے۔

سراج بیگم۔ میرے پاس پانچ روپے کا نوٹ ہے۔

رابعہ۔ رشیدہ! تیرے پاس کتنے روپے ہیں۔

رشیدہ۔ اس وقت تو میرے پاس ایک روپیہ بھی نہیں ہے۔ ہاں میں عطاء اللہ کے ابا کو بلا لیتی ہوں۔ اس سے روپے لے دوں گی۔

رابعہ۔ عطاء اللہ کے ابا کو بلانے کی کیا ضرورت ہے۔ میرے پاس دس روپے کا نوٹ ہے۔ فی الحال میں ہی تمہارے حصے کے روپے دے دیتی ہوں۔ مجھے پھر دے دینا۔

رشیدہ۔ بہت اچھا۔ جس طرح آپ کی مرضی۔

رابعہ۔ یہ لے بھائی کنگری والے دو نوٹ دس دس روپے کے اور ایک نوٹ پانچ روپے کا یہ کل پچیس ہوئے۔ ایک روپیہ ہمیں واپس کردے۔

کریم۔ یہ لو بہن جی روپیہ۔ اچھا جی سلام (چلا جاتا ہے)

نور۔ دن بہت ڈھل گیا ہے۔ سودا ہمیں جلد جلد تقسیم کرلینا چاہیئے۔

رابعہ۔ عبداللہ! بھلا ہمیں یہ سودا ہر ایک کو کتنے کتنے گز آئے گا۔

عبداللہ۔ یہ تو سیدھا حساب ہے۔ ہر ایک کے حصہ میں ایک ایک سو گز آئے گا۔

رشیدہ۔ عبداللہ یہ لے گز۔ اور ناپ کر ایک ایک سو گز کی چار ڈھیریاں کردے۔

عبداللہ۔ بہت اچھا...... اور یہ مورو کین کے ٹکڑے.......

رابعہ۔ یہ رہنے دو۔ لاؤ یہ ہمیں دے دو۔ ہم آپس میں تقسیم کرلیتی ہیں۔ بچو جاؤ۔ تم باہر کھیلو۔ (باقی دارد)

تحریک جدید کا دواخانہ
معجون قرنفل

معدہ کی خرابی تمام اعضاء پر اثر انداز ہوتی ہے۔ قوت ہاضمہ میں فتور آچکا ہو۔ تو صالح خون کم پیدا ہوتا ہے۔ اور جسم کی نشوونما پورے طور پر نہیں ہوتی۔ بھوک کم لگتی ہے۔ قبض رہتی ہے۔ آنتوں میں خشکی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں معجون قرنفل اکسیر ثابت ہو چکی ہے۔ معدہ اور آنتوں کو نہایت درجہ قوت پہنچاتی ہے۔ قبض کی شکایت رفع ہو جاتی ہے۔ اور غذا ہضم ہو کر جزوِ بدن بننے لگتی ہے۔ دماغ کو بھی جلا دیتی ہے۔ قیمت بیس روز کی خوراک عہ

ترکیب استعمال۔ رات کو سوتے وقت ایک تولہ معجون پانی کے ساتھ استعمال کریں۔

ملنے کا پتہ

ویدک یونانی دواخانہ لمیٹڈ زینت محل دہلی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چیدہ خبریں

— شیعہ سُنی ایجی ٹیشن سے تنگ آکر یو۔ پی گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اس ایجی ٹیشن کو روکنے کے لئے شہر میں تعزیری پولیس تعینات کی جائے۔ اور اس کے اخراجات شیعہ اور سُنی حضرات سے بذریعہ ٹیکس وصول کئے جائیں۔ نیز اسمبلی چیمبر سے تین تین سو گز کے فاصلہ تک کسی مظاہرہ کی اجازت نہ دی جائے۔

— برطانیہ کے ۳۲ جنگی جہازوں کا ایک بیڑہ مشرقی بحیرہ روم کی سمت روانہ ہوگیا ہے۔ فرانس اپنی سرحد پر قلعہ بندیوں میں مصروف ہے۔ جبرالٹر پر برطانیہ اپنے استحکامات کو مضبوط کر رہا ہے۔ برطانیہ میں جبری فوجی بھرتی کے احکام صادر ہونے والے ہیں۔ دھڑا دھڑ اسلحہ بنایا جا رہا ہے برطانیہ نے ایک نئی قسم کے چھوٹے ۲۰ جنگی جہاز تیار کئے ہیں۔ جن کا تیز رفتاری میں کسی دوسرے ملک کے جہاز مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یہ جہاز یا جنگی کشتیاں نو نو سو ٹن وزنی ہیں۔ اور دشمن کے ہوائی جہازوں اور آبدوز کشتیوں کے لئے از بس خطرناک بیان کی جاتی ہیں۔ یگوسلاویہ کو اٹلی نے اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ بلغاریہ نے غیر جانبدار رہنے کا اعلان کر دیا ہے۔ روس کے ساتھ انگریزوں کی گفت و شنید جاری ہے۔ گمان غالب ہے۔ کہ جنگ کی صورت میں برطانیہ۔ فرانس۔ روس۔ ٹرکی۔ یونان اور چین ایک طرف ہوں گے۔ اور اٹلی۔ جرمنی سپین اور جاپان دوسری طرف۔ امریکہ کی ہمدردی۔ مالی اور اخلاقی امداد برطانیہ وغیرہ گروپ کو حاصل ہوگی۔ مسٹر چیمبر لین اگر برطانیہ کے وزیر اعظم نہ ہوتے۔ تو اب تک جنگ چھڑ چکی ہوتی۔

— لکھنؤ۔ ۲۶ اپریل۔ آج یہاں تبرا ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں ۲۰۹ اشخاص گرفتار کئے گئے۔ اس وقت تک ۵۶۰۰ گرفتاریاں ہو چکی ہیں۔

— لنڈن معلوم ہوا ہے۔ کہ گورنمنٹ کی جبری بھرتی کی سکیم کا آغاز اٹھارہ اکیس سال کی درمیانی عمر کے نوجوانوں سے کیا جائے گا۔ دوسرے الفاظ میں اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ برطانوی فوج کی تعداد میں ۲ لاکھ کا اضافہ کیا جائے گا۔

— لنڈن۔ ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار مقیم واشنگٹن لکھتا ہے۔ کہ مسٹر کارڈل ہل سکرٹری آف سٹیٹ نے ایک تقریر کے دوران میں ہر ہٹلر اور مسولینی سے قیام امن کی اپیل کی۔ اور انہیں متنبہ کیا۔ کہ اگر جنگ چھڑ گئی۔ تو امریکہ کو معلوم ہے۔ کہ اسکی ذمہ واری کیا ہوگی۔ میں جرمن ڈکٹیٹر کو پھر پُرامن تعاون کی اپیل کرتا ہوں۔ اگر اس موقعہ کو کھو دیا گیا۔ تو امریکہ لازمی طور پر جرمنی کی مخالفت کرے گا۔

— پونہ ۲۷ اپریل۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہاں کی ۱/۱۴ پنجاب رجمنٹ اور دیولالی کی ایک اور سکھ رجمنٹ کو احکام موصول ہوئے ہیں۔ کہ وہ مزید ہدایات موصول ہونے پر اپنے آپ کو نقل و حرکت کے لئے فوراً تیار رکھیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ملٹری اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ کے کچھ افسروں اور متعدد کلرکوں کو بھی ایسی ہدایات موصول ہوئی ہیں۔ کئی جبل پور تبدیل کئے جا چکے ہیں۔ وہاں عنقریب بارود کا کارخانہ تبدیل کر دیا جائے گا۔

— کانگرس کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس کلکتہ منعقد ہو رہا ہے۔ طول و عرض سے کانگرسی لیڈر وہاں جمع ہو رہے ہیں۔ گاندھی جی بھی گئے ہیں۔ کافی ہنگامہ آرائی کی توقع ہے

— حکومت برطانیہ نہایت تیزی کے ساتھ اپنی جنگی طاقت میں اضافہ کر رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسے جنگ کا یقین ہوگیا ہے۔ ویسے بھی یورپ کی حالت بے حد مخدوش ہو رہی ہے۔ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ کس وقت جنگ شروع ہو جائے۔

— چین و جاپان کی جنگ بدستور جاری ہے۔ اس ہفتہ جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ چینیوں کا پلہ بھاری ہے۔ انہوں نے متعدد مفتوحہ شہروں پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے۔

— ایک سوال کے جواب میں مسٹر چیمبرلین نے کہا۔ کہ برطانیہ نے چیکوسلواکیہ پر جرمن قبضہ تسلیم نہیں کیا۔

— لنڈن۔ ۲۱ اپریل۔ آج دارالعلوم میں وزیر جنگ نے اعلان کیا۔ کہ جبل الطارق کے دفاعی انتظامات

سُرمہ نور (رجسٹرڈ)

قیمت فی تولہ دو روپیہ

قیمت ۶ ماشہ ایک روپیہ

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کا نسخہ اور حضور ہی کے مبارک اور والبتہ نام سے والبتہ اطباء۔ ڈاکٹر۔ رؤساء۔ امراء۔ عوام الناس اور قادیان کی بزرگ ہستیوں کو گرویدہ اور گاہکوں کو مجسم اشتہار بنا رہا ہے۔

ضعف بصر۔ ککرے۔ دھند۔ غبار۔ جالا۔ پھولا۔ پڑبال

اندھراتا۔ ناخنہ۔ خارش۔ پانی بہنا۔ سرخی وغیرہ

اور جملہ امراض چشم میں تاثیر اور فوائد کے لحاظ سے اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ نظر کو بڑھاپے تک قائم رکھنے میں بے نظیر ثابت ہو چکا ہے۔

نوٹ: منی آرڈر یا ٹکٹ بھیج کر آرڈر دینے والوں کو محصول ڈاک کی بچت ہوگی

ملنے کا پتہ

شفاخانہ رفیق حیات متصل منارۃ المسیح قادیان (پنجاب)

فاروق ایجنسی کا افتتاح

خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے احمدیہ چوک قادیان دارالامان میں مدرسہ احمدیہ کے سامنے یکم مئی ۳۹ء سے ایک "فاروق ایجنسی" احمدی احباب کی سہولیت کے واسطے کھولی گئی ہے۔ تاکہ احباب بیرونجات کو نہایت آسانی کے ساتھ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہر قسم کی کتابیں جو مختلف دوکانوں سے ملتی ہیں۔ قرآن مجید معرّا و مترجم۔ اور حمائلیں معرّا و مترجم۔ سیپارے۔ عربی قاعدے۔ اور دیگر قادیان کی ہر مشہور ادویات یا دیگر کوئی چیز جو کسی دوست کو قادیان سے منگانی ہو۔ آرڈر آنے پر فوراً بذریعہ وی۔ پی ارسال کی جائے گی۔ خواہ کسی دوکان کی ہو۔ وہ خود خرید کر تعمیل ہوگی۔ پس دوستوں کو چاہیئے۔ کہ ہر ایک قسم کے آرڈر فاروق ایجنسی کو بھیج کر ایجنسی کی ترقی کا موجب ہوں۔ تاکہ یہ ایجنسی اس سے بھی بڑے پیمانے پر کام کی توسیع کر کے قادیان کی شہرت کا ذریعہ ہو۔ جملہ خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کی جائے۔ اور جواب طلب امور کے لئے ۱ر کا ٹکٹ آنا چاہیئے۔ ورنہ عدم جواب کی شکایت معاف۔

مینیجر فاروق ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

جنرل سروس کمپنی

تعمیر عمارت مرمت اور سفیدی وغیرہ کا کام ٹھیکہ اور کمیشن پر ہوتا ہے۔ زمین کی خرید و فروخت نقشہ جات سروے کا کام۔ وصولی کرایہ مکانات معمولی کمیشن پر ایک اوورسیر کی۔ اور بجلی کی فٹنگ وغیرہ کا کام ایک سپروائزر کی زیر نگرانی کرایا جاتا ہے۔ احباب کمپنی کی خدمت سے فائدہ اٹھا دیں۔ اس وقت بھی چند باموقعہ قطعات مختلف محلہ جات میں قابل فروخت ہیں۔ (مینیجر کمپنی)